ترجمہ

"تَحْرِيرُ الْأَقْوَالِ فِيْ صَوْمِ السِّتِّ مِنْ شَوَّالٍ"

بنام

شوال کے چھ روزوں کی شرعی حیثیت

مصنّف

علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی

(المتوفّی ۸۷۹ھ)

ترجمہ وتخریج

مولانا محمد عبد اللہ فہیمی سندھی

تعلیق وحواشی

مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، میٹھادر، کراچی021-32439799

نام کتاب	"تَحْرِيرُ الْأَقْوَالِ فِيْ صَوْمِ السِّتِّ مِنْ شَوَّالٍ"
مؤلّف	علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی
ترجمہ وتخریج	مولانا محمد عبد اللہ فہیمی سندھی
تعلیق وحواشی	مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
تعداد اشاعت	۳۵۰۰
سن اشاعت	اگست 2012ء / رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ
ناشر	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نور مسجد میٹھادر، کراچی 021-32439799

پیش لفظ

نَحْمَدُہ و نُصلِّی عَلٰی رَسُوْلِہ الْکَرِیْمِ

بے شمار مسائل ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں صریح احادیث موجود ہیں لیکن بعض خارجی وُجوہات کی بناء پر اُن میں نزاع واقع ہوا جیسے شوال کے چھ روزے کہ علماء کرام میں سے بعض نے اِنہیں صرف اس لئے مکروہ کہا کہ اگر رمضان المبارک کے ساتھ متصلاً رکھے جائیں تو تشبُّہ بالنّصاریٰ لازم آئے گا کہ اس میں غیر فرض کو فرض کے ساتھ لاحق کرنا لازم آئے گا تو جواب دیا گیا کہ جب عید الفطر کے دن افطار کر لیا تو تشبُّہ بالنصاری نہ رہا لہٰذا جمہور علماء اس کے عدم کراہت کے قائل ہیں اور علامہ قاسم حنفی جو کہ صاحب فتح القدیر ابن ہمام حنفی کے شاگرد ہیں اُن کا فقہ حنفی میں بلند مقام ہے آپ کے دَور میں علامہ تبانی نے جب شوال کے روزوں کا انکار کیا تو آپ نے اس کا بھرپور ردّ فرمایا جو کہ اس رسالہ کو پڑھنے سے معلوم ہو گا۔ ہمارے دَور میں بھی مفتی زرولی جیسوں نے ان روزوں کا انکار کیا ہے تو علامہ قاسم کی اس تحریر میں اُن کا ردّ بھی موجود ہے۔ ہمارے شعبہ حدیث و افتاء کے سربراہ کی تحریک پر مولانا محمد عبد اللہ فہیمی سندھی نے اِس نایاب رسالہ کا اُردو میں ترجمہ کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے اس پر تعلیقات و حواشی تحریر فرمائے اور ساتھ ہی محترم جناب مولانا محمد عبد اللہ فہیمی صاحب کو رسالہ میں موجود نُصوص کی تخریج اور ماٰخذ تحریر کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے بڑی محنت سے اُن کی تخریج اور علماء و کُتُب کے تراجم اور ماٰخذ تحریر کئے۔ اور مفتی صاحب قبلہ نے علماء کرام کے فائدے کے لئے اس رسالہ کے عربی متن مع تخریج کو بھی ساتھ شائع کرنے کا حکم فرمایا، اس طرح جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) اس نایاب اور مفید رسالہ کو اردو ترجمہ اور عربی متن کے ساتھ اپنی

اشاعت کے 220ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے اور یہ رسالہ ہند و پاک میں پہلی دفعہ شائع ہو رہا ہے۔ امید ہے کہ یہ رسالہ عوام و خواص کے لئے مفید ثابت ہو گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کے طفیل مترجم و مخرّج مولانا فہیمی اور مُحشّی قبلہ مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

حکیم سید محمد طاہر نعیمی مراد آبادی

احوالِ مصنّف

(از مولانا محمد عبد اللہ فہیمی)

امام، مُحدّث، حافظ، علامہ، فقیہ، مفتی، زین الدّین، شرف الدّین، ابو العدل قاسم بن قُطلُوبُغابن عبد اللہ ہے، لیکن آپ "قاسم الحنفی" کے نام سے زیادہ مشہور ہوئے۔

آپ کی ولادت محرم الحرام ۸۰۲ھ بمطابق ۱۳۹۹ ء میں ہوئی۔ آپ کے بچپن میں ہی آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اِسی طرح آپ نے یتیمی میں پرورش پائی، جب آپ جوان ہوئے تو طلبِ معاش کے لئے آپ نے کپڑوں کی سلائی کا کام شروع کیا اور اِس کی ساتھ ساتھ قرآن کریم بھی حفظ کیا۔

آپ پہلے ہی بہت ذہین تھے، پھر طلبِ علم کے لئے آپ علیہ الرحمہ نے تجویدِ قرآن "الزراتیتی" سے پڑھی، اور علومِ حدیث "تاج احمد الفرغانی النّعمانی قاضئ بغداد اور "حافظ ابن حجر" سے پڑھی۔ اور آپ نے فقہ علامہ محمد بن عبد الواحد المعروف ابن الہمام اور " العلاء البخاری " اور صاحب "قارئ الهدایۃ" اور المجد الرومی اور عبد اللطیف الکرمانی وغیر ہم سے پڑھی۔ اِسی طرح آپ نے علمِ اصول، علمِ فرائض، علمِ میقات، علمِ معانی و بیان، علمِ منطق وغیرہا مختلف علماء سے پڑھ کر مہارت حاصل کر لی۔ پھر مزید علم کے حصول کے لئے آپ نے شام کے طرف سفر کیا۔

آپ نے تعلیم حاصل کرنے کے بعد تدریس شروع کی۔ آپ نے حدیث شریف کا درس دیا۔ آپ سے کثیر علماء نے علم حاصل کیا ہے۔ اُن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: شمس الدین مغربی، ابو اسحاق نجندی، ابن اسماعیل جوہری، بدر طولونی، بدر الدین قاہری، ابن العینی، علاء سکندری، ابن صیرفی، ابن الغزال، ابو فضل عراقی۔

آپ ہمیشہ تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے تھے، آپ نے بے شمار کتابیں لکھی ہیں جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

۱۔ رسالة فی البسملة، ۲۔ غریب القرآن، ۳۔ ترتیب مُسنَد أبی حنیفة، ٤۔ تبویب مُسنَد أبی حنیفة، ٥۔ الأجوبة عن اعتراض ابن أبی شیبة علی أبی حنیفة، ٦۔ زوائد سُنَن الدّا رقطنی، ۷۔ شرح کتاب جامع المسانید للخوارزمی، ۸۔ تاج التّراجم، ۹۔ الإیثار برجال معانی الآثار، ۱۰۔ الثّقات ممن لم یقع فی الکتب السّتة، ۱۱۔ تخریج أحادیث الشّفا بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، ۱۲۔ منیة الألمعی بما فات الزّیلعی، ۱۳۔ التّصحیح و التّرجیح علی مختصر القدوری، ١٤۔ شرح دُرَر البحار، ١٥۔ شرح المُختار، ١٦۔ شرح النُّقایة مختصر الوقایة، ۱۷۔ الفتاوی القاسمیة، ۱۸۔ رسالة اذا لم یجد وقت العشاء و الوتر، ۱۹۔ حاشیة علی التّلویح، ۲۰۔ حاشیة علی شرح العقائد، ۲۱۔ شرح المسایرة لابن الهمام، ۲۲۔ رسالة فی الکفر، ۲۳۔ تلخیص السّیرة النّبویة لمغلطاي، ۲٤۔ ذکر مناقب الإمام الأعظم و أبی یوسف و محمد بن الحسن و زفر، ۲٥۔ الواقعات.

آپ پیدل زیادہ چلتے تھے، جس کی وجہ سے آپ کو سلسُ البول کی بیماری لاحق ہوئی۔ ایک مدّت تک اِس مرض میں مبتلا رہ کر ۷۷ سال کی عمر میں جمعرات کی رات ۸۷۹ھ بمطابق ١٤٧٤ ء کو وفات پا گئے۔

قاضی القضاۃ علامہ ولی الدین الاَسیوطی نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اور عقبہ بن عامر کے طرف منسوب باب المشھد کے پاس آپ کے آباء و اولاد کے ساتھ دفن کیا گیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سببِ تالیف [۱]

حمد و صلاۃ کے بعد، جب قاہرۃ میں شوال کے چھ روزوں کا تذکرہ چھڑا کہ یہ روزے مکروہ ہیں۔ صاحبِ عدل و رضا محصّل ابو عبد اللہ بن طیبغا حنفی عاملہ اللہ بلطفہ الخفی سے سادۃ حنفیہ کی کُتب کی روشنی میں اِس کا جواب طلب کیا گیا۔

شوال کے چھ روزوں کے بارے میں علامہ جلال تبّانی کا قول

پس شیخ، امام، عالم، جلال الدین التّبّانی الحنفی کے "منظومہ" میں یہ الفاظ پائے کہ: "شوال کے چھ روزے بزرگوں کے نزدیک مکروہ ہیں"۔

اور اُن کا قول اِس کی "شرح" [۲] میں اِس طرح ہے کہ: شوال کے چھ روزے پے درپے رکھنا اور متفرق طور رکھنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہیں۔ اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ پے درپے رکھنا مکروہ ہیں۔ اور امام مالک نے فرمایا کہ: شوال کے چھ روزے رکھنا ہر حال میں مکروہ ہیں۔ [۳] اور یہ جاہلوں کا وظیفہ ہے۔ اور جو بھی اِس باب میں احادیث وارد ہیں وہ سب موضوع ہیں۔ اِس عبارت کو کتاب التفسیر میں ذِکر کیا ہے۔

۱۔ یاد رہے کہ یہ مؤلّف کے شاگردوں میں سے کسی شاگرد کا کلام ہے، جب کہ مؤلّف کا کلام ایک صفحہ کے بعد شروع ہو گا۔

۲۔ یعنی علامہ جلال تبانی کا قول "شرح منظومہ" میں

۳۔ "موطا امام مالک" کے کتاب الصیام کے آخر میں یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اہلِ علم و فقہ میں سے کسی کو عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ ہی اُنہیں اسلاف میں سے کسی کے بارے میں خبر پہنچی کہ اُنہوں نے یہ روزے رکھے ہوں۔

اور رمضان مہینے کے روزوں نے منسوخ کر دیا ہر اُس روزے کو جو اِس (کی فرضیت) سے پہلے تھے۔ اِسی طرح قربانی نے ہر اُس دم کو منسوخ کر دیا جو اِس سے پہلے تھا، جس طرح عتیرہ [٤] اور اکیرہ ہیں۔ اور کہا گیا ہے کہ: مکروہ نہیں ہیں۔ اور یہ امام محمد کا قول ہے۔ لیکن پہلا قول اصح ہے۔ کیونکہ اِس (یعنی شوال کے چھ روزے رکھنے) میں اہلِ کتاب کے ساتھ تشبُّہ ہے۔ کیونکہ اہلِ کتاب فرض کے ساتھ ہر اُس چیز کو ملا دیتے ہیں جو چیز فرض سے نہیں ہوتی۔

دعویٔ کراہت مؤلّف پر پیش کرنا [٥]

پس یہ سیدنا، امام، عالم، بقیۃ السّلف، زین الدّین، ابو المعالی قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے سوال ہوا۔ آپ علیہ الرحمۃ نے جواب دیا۔

بسم اللہ، اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم ﷺ پر درود و سلام کے بعد وہ جس کی آپ نے تصریح کی، حمد و صلاۃ کے بعد: پس فقیر اپنے بے نیاز ربّ کا محتاج بندہ قاسم حنفی کہتا ہے کہ: عادل، فاضل ابو عبد اللہ محمد بن طنبغا حنفی نے شیخ جلال تبانی کا قول میری طرف بھیجا جو اُن کی "منظومہ" اور "شرح" میں ہے، جس کا ذِکر پہلے حرفاً حرفاً کیا گیا ہے۔ پس میں کہتا ہوں کہ:

یہ وہ شخص ہے کہ جس نے ایسے فعل کو چھوڑنے کا قصد کیا ہے کہ جس میں بہت ثواب ہے۔ ارور وہ بھی ایسے جھوٹے دعوی [٦] کے ساتھ جو بلا دلیل ہے۔

٤۔ عتیرہ اُس بکری کو کہتے ہیں جو اہلِ جاہلیت رجب کے مہینے میں اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے، اور اکیرہ اُس ولیمہ کو کہتے ہیں جو گھر کی تعمیر کے لئے کیا جائے، اور فقہاء نے بلا نکیر اِسے ذکر کیا ہے جیسے قلیوبی علی شرح المنہاج، ۲۹۴/۳ وغیرہ

٥۔ مؤلّف علامہ قاسم حنفی نے دعوائے کراہت کو رد کیا ہے قطع نظر اِس سے کہ مالکیہ کے ہاں اِس کا کیا حکم ہے؟ اور جو اُن کی کُتب میں ہے وہ یہ ہے کہ کراہت مطلقاً نہیں ہے۔

٦۔ جھوٹے دعوی سے مراد باطل دعوی ہے۔

اور مختل اور ضعیف اور مؤول پہ اعتماد کیا ہے۔ اور اُس قول کو چھوڑ دیا ہے جس پر بھروسہ کیا گیا ہے۔ اور ایسے قول کی نقل مختل اور الفاظ زائدہ کے ساتھ تصحیح کی ہے کہ جس کی تصحیح کے طرف کسی نے سبقت نہیں کی اور نہ ہی کسی نے اُس پر بھروسہ کیا ہے۔ اور ایسی چیز کو ذکر کیا ہے جس کے اُس جگہ لانے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اور اُس کا بیان یہ ہے کہ: اُس کے قول "شوال کے چھ روزے مکروہ ہیں ...." سے "ہر حال میں" تک بلا فائدہ تکرار ہے۔ اور اُس کا قول کہ: "امام ابو حنیفہ کے نزدیک" یہ وہ قول ہے جو "محیط البرھانی" اور "ذخیرۃ البرھانیۃ" میں اُس صیغے کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ خود اِس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ خلافِ اُصول ہے۔ اور "ذخیرۃ البرھانیۃ" میں اِس قول کا تعاقب کیا گیا ہے کہ صحیح اُس کے خلاف ہے۔ اور " محیط" میں اسی طرح ہے۔ جیسا کہ اِس کا ذِکر عنقریب آئے گا۔

اور رہا اُس کا قول "امام ابو یوسف کے نزدیک.... إلخ "پس یہ فریبی نقل ہے۔ عباراتِ کُتب اِس بات پر متفق ہیں کہ جو قول امام ابو یوسف سے منقول ہے جو امام کرخی کی روایت ہے کہ: وہ (یعنی امام ابو یوسف) شوال کے چھ روزوں کو رمضان کے ساتھ ملا رکھنے کو مکروہ جانتے تھے، اِس خوف سے کہ کہیں اِن روزوں کو فرض کے لاحق کر دیا جائے۔ پس اِس عبارت سے صاحب "الحقائق" نے یہ سمجھ لیا کہ: "شوال کے چھ روزے پے در پے رکھنا مکروہ ہیں۔" پس اُن کے نزدیک اُس کی یہی تاویل ہے۔

اور صاحبِ "بدائع" نے فرمایا ہے کہ: "اتباع مکروہ ہے، وہ یہ ہے کہ عید کے روز روزہ رکھے اور اُس کے بعد پانچ روزے رکھے جائیں۔" پس صاحبِ "بدائع" کے نزدیک امام ابو یوسف کے قول کے یہی معنی ہیں۔ اور یہ امام حسن بن زیاد کی املاء سے اَخذ کیا ہے۔ جس طرح ہم عنقریب ذِکر کریں گے۔ اور میرے قول "جلال تبانی نے مؤول اور ضعیف قول پہ اعتماد کیا ہے" سے مُراد یہی ہے۔

شوال کے چھ روزوں کی کراہت کا دعوی فقہائے حنفیّہ کی نصوص کے مخالف ہے

بہر حال جو اُس نے معتمد اقوال کو ترک کر دیا ہے، میں اصحابِ ابی حنیفہ کے زمانے سے لے کر ہمارے مشائخ کے زمانے تک قرناً بعد قرنٍ اُن اقوال کو لاتا ہوں۔ پس میں کہتا ہوں کہ:

۱۔ یہی امام محمد کا قول ہے۔

۲۔ اور "غایۃ" میں امام حسن بن زیاد سے منقول ہے کہ: "وہ اِن روزوں میں کسی بھی قسم کا حرج نہیں سمجھتے تھے۔ اور آپ فرمایا کرتے کہ: رمضان کے اور شوال کے روزوں میں عید الفطر کا دن تفریق کے لئے کافی ہے"۔

اور امام محمد (بن حسن شیبانی) اور امام حسن بن زیاد یہ دونوں ابو حنیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے شاگرد ہیں۔ اور امام احمد کی وفات ۱۸۹ھ میں اور امام حسن (بن زیاد) کی وفات ۲۰۴ھ میں ہے۔

۳۔ امام طحاوی نے حدیث «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَ أَتبَعَهُ سِتّاً مِنْ شَوَالَ» یعنی، "جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اُس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھے" کو کئی طُرق سے ذکر کیا ہے۔ اور اِس حدیث کو ثابت بھی کیا ہے اور آپ کی وفات ۳۲۱ھ میں ہوئی ہے۔ اور ولادت ۲۲۹ھ میں ہے۔

۴۔ فقیہ ابو اللیث سمرقندی نے "کتاب النوازل" میں فرمایا ہے کہ: "عید الفطر کے بعد چھ روزے پے در پے رکھنا، پس بعض "علماء" نے اِسے مکروہ جانا ہے، لیکن مختار یہ ہے کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ کراہت تو صرف اِس لئے ہے کہ اِن چھ روزوں کو رمضان کے روزوں سے شمار کئے جانے سے نہ بچا جائے۔ تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تَشبُّہ ہو گا۔[7] اور اب یہ معنی زائل ہو گئے"۔[8]

۷۔ تَشبُّہ بالنّصاریٰ یہ ہے کہ غیر فرض کو فرض کے ساتھ لاحق کیا جائے۔

۸۔ اور یہ معنی زائل ہو گئے کا مطلب یہ ہے کہ: رمضان اور شوال کے چھ روزوں کے مابین عید الفطر کا دن ہے جو دونوں کو جُدا کرتا ہے، لہٰذا فرض کے ساتھ غیر فرض لاحق نہ ہوا۔

اور ابو للیث سمرقندی کی وفات ۳۷۳ھ میں ہوئی۔

۵۔ حسام الشہید نے "الواقعات" میں فرمایا ہے کہ: "عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزوں کے پے در پے رکھنے کو بعض علماء نے مکروہ قرار دیا ہے۔ لیکن مختار یہ ہے کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

اور اُن کی وفات ۵۳۶ھ میں ہوئی ہے۔

۶۔ ابو حفص عمر نسفی نے فرمایا ہے کہ: "رمضان کے روزوں کے پیچھے شوال کے روزے رکھنا امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے، اور ہمارے نزدیک مکروہ نہیں ہے"۔

پس عمر نسفی نے اِسے مذہب شمار کیا ہے اُس میں امام مالک کا اختلاف قائم ہے۔ اور عمر نسفی کی وفات ۵۳۷ھ میں ہوئی۔

۷۔ صاحبِ ہدایہ نے "التجنیس" میں فرمایا ہے کہ: "عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے پے در پے رکھنے کو بعض علماء مکروہ جانتے ہیں، اور مختار یہ ہے کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

اور صاحبِ "ہدایہ" کی وفات سن ۵۹۳ھ میں ہوئی۔

۸۔ اور "حقائق" میں ہے کہ: "عید الفطر کے ساتھ شوال کے چھ روزے متصلاً رکھنا امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے، اور ہمارے ہاں مکروہ نہیں ہے[۹]، اگرچہ ہمارے مشائخ نے افضلیت میں اختلاف کیا ہے۔ اِسی طرح "المختلف"[۱۰] میں ہے۔ اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ آپ پے در پے روزے رکھنے کو مکروہ جانتے تھے، لیکن مختار یہ ہے کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ کراہت تو صرف اُس وقت ہے جب اِن چھ روزوں کو رمضان کے روزوں سے شمار لیا جانے سے نہ بچا جائے، تو یہ نصاری کے ساتھ تشبُّہ ہو جاتا ہے، اور اب یہ معنی زائل ہو گئے"۔

۹۔ یعنی ہم احناف کے ہاں مکروہ نہیں ہے۔

۱۰۔ "المختلف" سے مراد امام ابو اللیث سمرقندی کی کتاب "مختلف الروایہ"

۹۔ قاضی خان نے فرمایا ہے کہ: "اگر (شوال کے چھ) روزے متفرق کے طور رکھے جائیں پھر تو یہ کراہیت سے بہت بعید ہے"۔

اور قاضی خان کی وفات ۵۹۲ھ میں ہوئی۔ اور صاحبِ "حقائق" کی وفات ۶۷۱ھ میں ہوئی۔

۱۰۔ امام زوزنی سدیدی نے فرمایا ہے کہ: "شوال کے چھ روزے ہمارے نزدیک مکروہ نہیں ہیں۔ اور ہمارے مشائخ نے افضلیت میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے فرمایا کہ: یہ چھ روزے پورے سال میں متفرق کے طور رکھنا افضل ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ: ماہِ شوال میں رکھنا افضل ہے"۔

۱۱۔ "محیط"[۱۱] میں ہے کہ: "امام ابو یوسف نے فرمایا کہ: رمضان کے ساتھ شوال کے چھ روزوں کو ملانا مکروہ ہے۔ اور یہی امام مالک کا قول ہے۔ اصح یہ ہے کہ: اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ کراہیت تو اِس خوف کی وجہ سے ہے کہ کہیں اِن روزوں کو رمضان سے نہ شمار کیا جائے۔ تو یہ نصاری کے ساتھ تشبُّہ ہو گا۔ آج یہ معنی زائل ہو گئے ہیں، لہذا مکروہ نہیں ہے۔ اور اِسی کی مثل "الذخیرۃ" میں ہے"۔

۱۱/۲۔ "ینابیع" میں ہے کہ: "عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے پے در پے رکھنا مکروہ نہیں ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ مکروہ ہے۔ لیکن پہلا قول اصح ہے"۔

۱۱/۳۔ "عمدۃ المفتی" میں ذکر کیا کہ: "کہا گیا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ جب (شوال کے چھ روزے) پے در پے رکھے جائیں اور دوسرے دن کو عید نہ بنایا جائے تو مکروہ نہیں ہے، ورنہ مکروہ ہے۔ اور ہم اِسی قول کو لیتے ہیں"۔

۱۱/۴۔ مرغینانی نے فرمایا کہ: "محرم کے روزے اور رجب و شعبان کے روزے اور شوال کے چھ روزے پے در پے رکھنا پسندیدہ ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ یہ روزے متفرق رکھنا مستحب ہیں۔ اور وہ اِس طرح کہ ہفتے میں دو دن"[۱۲]۔

۱۱۔ "محیط" سے مراد "محیط برہانی" نہیں بلکہ "محیط سرخسی" ہے کیونکہ بعینہ یہ الفاظ "محیط سرخسی" میں ہیں جیسا کہ مولانا محمد عبد اللہ فہیمی نے عربی رسالہ کی تخریج میں اِس کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۲۔ ہفتے میں دو دن روزے رکھے گا تو تین ہفتوں میں چھ روزے مکمل ہو جائیں گے۔

۱۲۔ اور صاحب "المبتغی" نے فرمایا ہے کہ: "امام ابو یوسف کے نزدیک شوال کے روزے رکھنا مکروہ ہیں۔ اور اصح قول یہ ہے کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور افضل یہ ہے کہ یہ روزے سال میں جُدا جُدا رکھے جائیں۔ اور کہا گیا ہے کہ شوال[۱۳] میں جُدا جُدا رکھیں جائیں"۔ [۱۴]

۱۳۔ امام ابو بکر اسماعیلی نے اور فقیہ محمد بن حامد نے فرمایا ہے کہ: "(شوال کے چھ روزوں میں) حدیث وارد ہونے کی وجہ تتابع افضل ہے"۔

۱۴۔ "ذخیرۃ" میں فرمایا کہ: "امام ابو یوسف نے فرمایا کہ: (شوال کے چھ روزے) رمضان کے ساتھ ملا کر دوسرے روزے رکھنا مکروہ سمجھا کرتے تھے۔ اِس خوف سے کہ چھ روزوں کو فرض کے ساتھ لاحق کر دیا جائے۔ فرمایا کہ: یہ الفاظ عوام کے حق میں کراہت پر دلالت کرتے ہیں نہ کہ اہلِ علم کے حق میں پھر وہ (قول) نقل فرمایا جو پہلے گذرا"۔

۱۳۔ یعنی شوال کے پہلے ہفتے کو چھوڑ کر ہر ہفتے دو روزے اِس طرح رکھ لے کہ چھ کے چھ روزے شوال میں ہی واقع ہوں۔

۱٤۔ یہاں پر ایک نسخے میں کچھ عبارت زیادہ ہے اور وہ یہ ہے کہ: امام قسطلانی نے "مواہب الرحمن" میں فرمایا ہے کہ: ہمارے علماء اور امام شافعی عید الفطر کے بعد پے درپے چھ روزے رکھنے کو مکروہ قرار نہیں دیتے، کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اُس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھے تو یہ اُس کے سارا زمانہ روزے رکھنے کے مثل ہے۔" اِسے امام مسلم اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ اور امام مالک نے اِسے مکروہ قرار دیا ہے۔ اور یہی امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف سے ایک روایت ہے۔ کیونکہ فرض پر زیادتی میں اہلِ کتاب کے ساتھ مشابہت پر مشتمل ہے، اور اُن سے مشابہت ممنوع ہے۔ اور عامۃ المتأخّرین اِس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ اور فضیلت میں اِن کے بین اختلاف ہے، پس کہا گیا کہ حدیث شریف کے کلمات "پھر اُن کے پیچھے چھ روزے رکھے" کی بنا پر انہیں عید الفطر کے ساتھ ملانا افضل ہے، اور کہا گیا ہے کہ چھ روزوں میں تفریق مستحب ہے۔ اور یہ نص ہے کہ یہ مؤلف (علامہ قاسم) کے بعد کی تعلیق ہے، کیونکہ امام قسطلانی، آپ کے زمانے کے بعد ہوئے ہیں۔

۱۵۔ "وافی"، "کافی" اور "المصفی" میں فرمایا ہے کہ: "(شوال کے چھ روزے) امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور ہمارے نزدیک مکروہ نہیں ہیں"۔

۱٦۔ "الغایۃ" میں فرمایا کہ: "عامۃ المتأخّرین اِس میں کسی قسم کا حرج نہیں سمجھتے۔ اور اِس بات میں اختلاف کرتے ہیں کہ کیا جُدا جُدا روزے رکھنا افضل ہے یا پے درپے رکھنا"۔

اور زوزنی سدیدی کہ وفات ۷۱۰ھ میں ہوئی۔

۱۷۔ صاحبِ "مجمع البحرین" نے فرمایا کہ: شوال کے چھ روزے پے درپے رکھنا مکروہ نہیں ہے۔ اور اُن کی وفات ۶۹۴ھ میں ہوئی۔

۱۸۔ خاتمۃ المتأخّرین علامہ اکمل الدین[۱۵] "شرح المشارق" میں فرماتے ہیں کہ: اِس روزے کہ صفت میں علماء کا اختلاف ہے۔ پس امام مالک اِس بات کے طرف گئے ہیں کہ جب پے درپے ہوں تو مکروہ ہے اور اکثر علماء اِس کی عدم کراہت کے طرف گئے ہیں۔ اور جب یہ روزے ماہِ شوال میں جُدا جُدا روزے رکھے جائیں پھر تو کراہت اور نصاریٰ کے ساتھ تشبُّہ سے بہت بعید ہے۔

اور اُن کی وفات ماہِ رمضان ۷۸٦ھ میں ہوئی۔

یہ ہمارے علماء کے کُتُب کی وہ منصوصات ہیں جو اب تک مجھ یہ ظاہر ہوئیں۔ اور اِن (نصوص) سے یہ ظاہر ہو گیا کہ جو علماء گذرے ہیں اُن میں سے کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ: "کراہیت مطلقاً صحیح ہے"۔

اس دعویٰ کا رد کہ رمضان سے شوال کے چھ روزوں کو منسوخ کر دیا

مگر وہ کلام کہ جس کا اِس مقام پر کوئی فائدہ نہیں ہے وہ (جلال تبانی کا) یہ قول ہے کہ "رمضان نے ہر روزے کو منسوخ کر دیا" اِلخ

اور اُس (یعنی جلال تبانی) کا قول کہ: "یہ جاہلوں کا وظیفہ ہے" یہ قول امام مالک کے کلام میں سے نہیں ہے، البتہ یہ اُس کا اپنا ذاتی کلام ہے۔ اور یہ کلام اُسی پر مردود اور شاہد ہے جو کہ مخفی نہیں ہیں۔

۱۵۔ یہ صاحبِ "عنایہ" علامہ اکمل الدّین محمد بن محمود بابرتی ہیں۔

اہلِ علم کے نزدیک شوال کے چھ روزوں کے استحباب کا اثبات

پس "مُغنی" اور" غایۃ" میں فرمایا کہ: "بے شک یہ روزے کثیر اہلِ علم کے نزدیک مستحب ہیں۔ اور اِسے کعب الاحبار، اور امام شعبی اور میمون بن مھران سے روایت کیا گیا ہے۔ اور یہی عبد اللہ بن مبارک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور اُن کا قول ہے کہ جنہیں ہم اپنے علماء میں سے شمار کرتے ہیں " ۔

پس کعب الاحبار جلیل القدر تابعی ہیں۔ انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت سے روایت کیا ہے۔ اور امام شعبی نے پانچ سو صحابہ کرام علیہم الرضوان کو پایا اور اُن میں سے اڑتالیس صحابہ سے حدیث سماعت کی۔ اور میمون بن مھران بھی تابعی ہیں۔ اور یہ عمر بن عبد العزیز کی طرف سے "الجزیرۃ" کے قاضی تھے۔ اور دوسرے اِن کے بعد کے ائمہ کہ جن کا علم اور اجتہاد مشہور ہے۔

اس دعوی کا رد کہ شوال کے چھ روزوں والی حدیث موضوع ہے

اور اُس (یعنی جلال تبانی) کا قول کہ: "ہر حدیث جو اِس باب میں وارد ہے وہ موضوع ہے۔" یہ ایک جھوٹا دعوی ہے [۱۶]۔ پس امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ: "یہ حدیث تین وجوہ سے نبی کریم ﷺ سے مروی ہے۔" اُن کی اِس سے مراد یہ ہے کہ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مروی ہے۔

حضرت ابو ایوب کے طریق سے چھ روزوں والی حدیث

حضرت ابو ایوب کی حدیث: اِس حدیث کو امام مسلم نے اپنی "صحیح" میں اور ترمذی نے [۱۷] روایت کیا ہے۔ اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ: "یہ حدیث حَسَن

۱۶- مقصود غیر صحیح ہے اور قول کی عدم صحت کی وجہ سے اِسے کذب سے تعبیر کیا گیا جیسا کہ یہ لُغت میں معروف اسلوب ہے۔

۱۷- یعنی، امام ترمذی نے اپنی "جامع وسُنَن" میں روایت کیا ہے۔

ہے"، اور امام ابو داؤد اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے، فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أَتبَعَهُ سِتّاً مِنْ شَوَّالَ، كَان كصِيامِ الدَّهْر » یعنی، "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس نے شوال کے چھ روزے رکھے، اُس نے پورے زمانے کے روزے رکھے" اور امام مسلم کی تصحیح اور امام ترمذی کی تحسین نے سند لانے سے بے نیاز کر دیا ہے۔

حضرت ثوبان کے طریق سے چھ روزوں والی حدیث کا ثبوت

اور ثوبان کی حدیث: اِسے امام ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی نے ربیع بن سلیمان سے، اُنہوں نے یحیی بن حسان سے، اور اُنہوں نے یحیی بن حمزہ سے، اور اُنہوں نے یحیی بن الحارث سے، اور اُنہوں نے ابو اسماء الرحبی سے، اور انہوں نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اِسی طرح اِس حدیث کو امام ابو داؤد نے اور ترمذی اور نسائی نے محمود بن خالد سے، انہوں نے محمد بن شعیب بن سابور سے، انہوں نے یحیی بن الحارث سے، انہوں نے ابو اسماء الرحبی سے، انہوں نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اِسی طرح امام ابن ماجہ نے ہشام بن عمار سے، انہوں نے صدقۃ بن خالد سے، اُنہوں نے یحیی بن الحارث سے، اُنہوں نے ابو اسماء الرحبی سے، اُنہوں نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اِسی طرح امام طبرانی نے المقدام بن داؤد سے، انہوں نے اسد بن موسی سے، انہوں نے کہا کہ حدیث بیان کہ مجھے الولید بن مسلم نے، انہوں نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھے ثور بن یزید نے، انہیں یحیی بن الحارث نے، اُن کو ابو اسماء نے، پھر اُنہوں نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ: « مَنْ صَامَ ثُمَّ أَتبَعَهُ بِستٍّ مِنْ شَوَّالَ،فَإنَّ ذَالِکَ صِيامُ الدَّهرِ » یعنی، "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے پیچھے شوال کے چھ روزے رکھے، پس یہ سال کے روزے ہیں"۔

اور سعید بن منصور نے روایت کیا ہے کہ : «مَنْ صَامَ ثُمَّ أَتبَعَهُ بِستٍّ مِنْ شَوَّالَ» یعنی، "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے تو یہ سال کے روزوں کو پورا کرنا ہے"۔

اور یحیی بن الحارث اور ابو اسماء الرحبی یہ صحیح کے شرط پر ہیں۔

چھ روزوں والی حدیث کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے طریق سے ثبوت

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہ حدیث: امام احمد نے اِسے عمرو بن جابر الحضرمی کے طریق سے روایت کیا ہے۔ اور اُنہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ: بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَ سِتَّةٍ مِنْ شَوَالَ، فَكَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا» یعنی، "جس نے رمضان اور شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اُس نے پورے سال کے روزے رکھے"۔ اور عمرو بن جابر کے بارے میں کلام کیا گیا ہے، لیکن حدیث کی معنی نصِ کتاب[18] سے ثابت ہے۔

قاضی ابو بکر العربی نے اپنے کتاب "العارضۃ"[19] میں فرماتے ہیں کہ: جس نے رمضان اور عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھے، اُس کے لئے پورے سال کے روزوں کا ثواب ہے۔ یہ (حکم) قطعاً قرآن سے ہے کہ: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾۔[20]

یہاں دو سوال مشہور ہیں۔

رمضان کے روزوں کے ساتھ برابری کا شبہ

ایک یہ کہ: امام طحاوی نے "مشکل الآثار" میں فرمایا کہ: کہنے والے نے کہا ہے کہ اِس کی مثل کو قبول نہیں کرنا چاہئے کیونکہ اِس میں غیر رمضان کے روزوں کا،

۱۸۔ کتاب سے مراد قرآن کریم ہے جیسا کہ اگلی سطور میں اِس کا بیان ہے۔

۱۹۔ اِس سے مراد ابن العربی کی کتاب "العارضۃ الأحوذی شرح الترمذی" ہے۔

۲۰۔ ترجمہ: جو ایک نیکی لائے تو اُس کے لئے اِس جیسی دس ہیں۔ (کنز الایمان)

رمضان کے روزوں کے ساتھ برابر ہونا لازم آئے گا۔ اور اِس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ کوئی بھی روزہ رمضان کے روزوں سے افضل نہیں ہے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ: بے شک رمضان کے روزے کے لئے زیادہ فضیلت ہے جیسا کہ ذِکر کیا گیا ہے۔ اور اِن کے علاوہ (یہ حدیث) مروی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» یعنی، "جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے، اُس کے پچھلے گُناہ بخش دیئے گئے"۔

اور یہ بھی مروی ہے کہ: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» یعنی، "جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کیا اُس کے پچھلے گُناہ بخش دیئے گئے"۔

اور مروی ہے کہ: «مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَ قَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» یعنی، "جس نے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور اُس میں قیام کیا، اُس کے پچھلے گُناہ بخش دیئے گئے"۔

حدیث شریف کہ حقیقت روزے اور قیام پر ہے۔[21] واللہ اعلم۔

جب رمضان کے روزے فرض ہیں اور اِس میں قیام سنّت ہے، اور اللہ عزّوجلّ فرض کی ادائیگی پر اپنے بندوں کو جو چاہتا ہے ثواب عطا فرماتا ہے۔ پس اللہ عزّوجلّ رمضان کے روزوں کے ذریعے جو دس مہینوں میں (گُناہ) واقع ہوتے ہیں اُنہیں مٹا دیتا ہے۔ اور شوال کے چھ روزوں کے ذریعے بھی تا کہ نیکی دس گُنا زیادہ ہو جائے۔ جیسا کہ اللہ عزّوجلّ اپنی کتاب (قرآن) میں ارشاد فرماتا ہے[22] یہ سب ہوتا ہے، اُس کے ساتھ ساتھ اللہ عزّوجلّ رمضان کے روزے رکھنے والوں کے لئے

۲۱۔ حدیث شریف میں رمضان کے روزوں اور اُس میں قیام کا حرص دلوایا گیا ہے۔

۲۲۔ یہ سورہ انعام کی آیت: ۱۴۰ کے طرف اشارہ ہے اور وہ آیت یہ ہے: ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾

اُن روزوں کو پورے ایک سال کا کفّارہ بنا دیتا ہے۔ و باللہ التّوفیق (توفیق دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے)

صومُ الدّھر جو کہ ممنوع ہے اُس کے ساتھ تَشبُّہ کا شبہ

دوسرا اعتراض جسے "المغنی" میں وارد کیا ہے اور "الغایۃ" میں اِسے نقل کیا ہے کہ: پس اگر کہا جائے کہ (چھ روزوں کی) فضیلت کی حدیث شریف میں کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اِن روزوں کو صومُ الدّھر کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور یہ (صومُ الدّھر) مکروہ ہے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ: صومُ الدّھر کو صرف اِس لئے مکروہ قرار دیا گیا کہ اِس میں کمزوری کا امکان ہے، اور اِس میں دنیا سے بے تعلّق ہو کر خُدا عزّوجلّ کی عبادت کرنے کے ساتھ مشابہت ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو اِس میں عظیم فضیلت ہے کیونکہ اِس میں پورا زمانہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں مستغرق ہوتا ہے۔

لیکن حدیث شریف میں تَشبُّہ سے مراد بغیر مشقّت کے عبادت کا حصول ہے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ كَمَنْ صَامَ الدَّهْرَ»[23] یعنی: "جس نے ہر مہینے کے تین روزے رکھے گویا کہ اُس نے پورے سال کے روزے رکھے"۔[24]

اور نبی کریم ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین دن سے کم میں (پورے) قرآن پاک کی تلاوت کرنے سے منع فرمایا ہے۔" حالانکہ

۲۳- نبی کریم نے فرمایا کہ: « لَا صَامَ مَنْ صَامَ الدَّهْرَ » اور یہ بھی فرمایا کہ: « صَوْمُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ » اِس طرح ممنوع کو مقدّم فرمایا اور ممنوع صومُ الدّھر ہے اور اُس کے ساتھ اُس کا مشروع بدل لاحق فرمایا کہ جس میں سوائے مشقّت کے ثواب حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۴- نبی کریم ﷺ نے یہ روزوں پر حرص دلانے اور اُن کی فضیلت کو بیان کرنے کے لئے ذِکر فرمایا اور اُن کے استحباب میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ: «مَنْ قَرَأَ قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ فَكَأَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ» یعنی، "جس نے "قل ھو اللہ اَحد" پڑھا گویا کہ اُس نے قرآن کی ایک تہائی کو پڑھا"۔

نبی کریم ﷺ نے یہاں ثُلثِ قرآن کی تشبیہ سے فضیلت کا ارادہ فرمایا نہ کہ اِس سے زیادہ کرنے کی کراہت کا۔

شوال کے چھ روزوں میں تفریق یا عید کے دن کے بعد پے در پے رکھنے کا جواز

صاحب "المغنی" نے ارشاد فرمایا کہ: "جب یہ بات ثابت ہوگئی تو پھر یہ روزے پے در پے یا مہینے کے اول یا آخر میں متفرق رکھنے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ کیونکہ اِس باب میں حدیث بغیر کسی قید کے مطلق وارد ہوئی ہے۔ اور اِس کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ چھ روزے مہینے کے ساتھ چھتیس (۳۶) دن ہوتے ہیں اور ایک نیکی دس گُنا ہے تو یہ تین سو ساٹھ دن کے مثل ہو گیا اور یہ پورا ایک سال ہے پس جب یہ ہر سال پایا گیا تو یہ "صوم الدّھر" کے مثل ہو جائے گا۔ اور یہ معنی جُدا جُدا روزے رکھنے سے بھی حاصل ہو جائیں گے۔" واللہ اعلم

خاتمہ

جب یہ میرا رسالہ پورا ہوا تو میں نے اِس کا نام "تحریرُ الأَقوالِ فی صَومِ السِّتِّ مِن شَوّال" رکھا۔ میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ اِس رسالہ سے ہمیں نفع پہنچائے۔ اور ہمارے لئے اُس پر عمل کرنا آسان فرمائے۔ بے شک وہی رب تعالیٰ پاک و بلند و بالا ہے۔ وہی سب سے زیادہ سوال قبول فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بیشمار درود بھیجے ہمارے سردار محمد اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر۔ حَسْبُنَا اللهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ[25]

۲۵- **شوال کے چھ روزے علمائے دیگر کی نظر میں**

ا۔ امام فقیہ ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی حنفی متوفی ۳۷۳ھ فرماتے ہیں: "بعض لوگوں نے (شوال کے) چھ روزوں کو مکروہ کہا ہے اور کہتے ہیں کہ اِس میں نصاریٰ کے ساتھ

تشبُّہ ہے، اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ مناسب یہ ہے کہ یہ روزے متفرق طور رکھے جائیں تا کہ نصاریٰ کے ساتھ تشبُّہ نہ ہو۔ اور میرے نزدیک اِن روزوں کو پے در پے یا متفرق طور رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اِن (یعنی شوال کے روزوں) اور رمضان کے روزوں کے درمیان عید الفطر کا دن جُدائی کر دیتا ہے"۔("تبنیه الغافلین"، باب فضل صوم التّطوّع و صوم أيام البيض، ص ۱۶۸)

۲۔ امام احمد بن محمد ابن اَبی بکر حنفی متوفی ۵۲۲ھ فرماتے ہیں کہ: "عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھنے کو مکروہ کہا گیا ہے، لیکن مختار یہ ہے کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔("خزانة الفتاوی"، کتاب الصّوم ، فصل فی ما یستحب من الصّوم و ما یکره و ما لا یکره و مایجوز و مالا یجوز، ق ۴۴/ ب)

۳۔ امام قاضی جمال الدین احمد بن محمود غزنوی حنفی متوفی ۵۹۳ھ فرماتے ہیں: "امام ابو یوسف نے فرمایا: شوال کے چھ روزے رمضان کے ساتھ متصلاً رکھنا مکروہ ہے، اور مشائخ کا اِس میں کلام ہے، اور صحیح یہ ہے کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔("الحاوی القدسی"، کتاب الصّوم ، فصل: الصّوم جائز فی جمیع السّنة، ۱/ ۳۱۲)

۴۔ امام ظہیر الدین ابو بکر محمد بن احمد حنفی بخاری متوفی ۶۱۹ھ فرماتے ہیں: "مستحب یہ ہے کہ شوال کے چھ روزے یہود و نصاریٰ کے طعن سے بچنے کے لئے متفرق کے طور ہر ہفتے میں دو دن رکھے جائیں،۔ وہ (یعنی یہود و نصاری) کہتے ہیں کہ: آپ کا رمضان ایک ماہ سے زیادہ ہے، پھر ہمارا رمضان بھی تو اِسی طرح ہے۔ امام ابو بو بکر اسماعیلی اور فقیہ محمد بن حامد علیہما الرحمہ فرماتے ہیں کہ: افضل یہ ہے کہ شوال کے چھ روزے پے در پے رکھے جائیں"۔ ("الفتاوی الظّهيريّة"، کتاب الصّوم، الفصل السّابع فی الأوقات التی یکره فیها الصّوم أو یستحب، ق ۱۱۹)

۵۔ علامہ زین الدین محمد بن ابی بکر الرازی حنفی متوفی ۶۶۶ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے رمضان کے ساتھ پے در پے رکھنا مکروہ نہیں ہے"۔ ("تحفة الملوک"، کتاب الصّوم، ۲۶۳۔ جواز وصال السّتّ، ص ۱۵۰)

۶۔ امام زین الدین المعروف ابن نجیم المصری متوفی ۹۷۰ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے رکھنا ابو حنیفہ (رضی اللہ عنہ) کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے اور ابو یوسف کے نزدیک یہ روزے

پے در پے رکھنا مکروہ ہے، لیکن عام مشائخ فرماتے ہیں کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔ ("البحر الرائق"، کتاب الصّوم، ۲/ ۴۵۱)

۷۔ علامہ حسین ابن محمد السمقانی حنفی متوفی ۷۴۰ھ فرماتے ہیں: "مستحب یہ ہے کہ شوال کے چھ روزے متفرق کے طور ہر ہفتے میں دو دن رکھے جائیں"۔ ("خزانة المفتين"، کتاب الصوم، فصل المرغوبات من الصّيام، ق ۴۶/ أ)

۸۔ امام شرف الدین حسین بن محمد متوفی ۷۴۳ھ فرماتے ہیں: "تحقیق شوال کے چھ روزوں کو قوم نے مستحب جانا ہے۔ اور مختار یہ ہے کہ مہینے کے شروع میں ملا کر روزے رکھے جائیں۔ اگر جُدا جُدا رکھے جائیں تو بھی جائز ہے۔ اور امام مالک نے "موطا" میں فرمایا ہے کہ: میں نے اہلِ علم کو نہیں دیکھا جو یہ روزے رکھتے ہوں۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ شوال کے چھ روزے رکھنا مکروہ ہے۔ تاکہ اُس کے وُجوب کا گمان نہ کیا جائے"۔ ("شرح الطّیبی علی المشكاة المصابيح"، کتاب الصّوم ،باب صیام التّطوّع، الفصل الأول، تحت الحديث: ۲۰۴۷، ۴/ ۲۲۰)

۹۔ امام ابو محمد بن محمد اسفر ائینی شافعی متوفی ۷۴۷ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "جس نے شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اُس نے پورے سال کے روزے رکھے"۔ اور افضل یہ ہے کہ یہ روزے در پے در رکھے جائیں، اور بعض علماء کے نزدیک یہ کہ: یہ روزے متفرق طور رکھے جائیں"۔ ("ینابیع الأحکام"، کتاب الصّوم، ق ۴۳/ أ)

۱۰۔ امام فرید الدین عالم بن علاء ہندی حنفی متوفی ۷۸۶ھ فرماتے ہیں: "امام ابو حنیفہ کے نزدیک شوال کے چھ روزے پے در پے یا متفرق کے طور رکھنا مکروہ ہے، اور امام ابو یوسف نے فرمایا: اِن روزوں سے رمضان کی اتباع کرنا مکروہ جانتے تھے اِس خوف کی وجہ سے کہ کہیں اِن روزوں کو فرض کے ساتھ نہ ملایا جائے۔ امام مالک فرماتے ہیں: میں نے اہلِ فقہ میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو یہ روزے رکھتے ہوں اور نہ ہی کسی نے ہمیں اِس کی خبر دی ہے، امام ابو یوسف فرماتے ہیں: میں اِن روزوں کے پے در پے رکھنے کو مکروہ جانتا ہوں اور متفرق کے طور اِن روزوں کے رکھنے کو مکروہ نہیں جانتا اور ہمارے مشائخ فرماتے ہیں: عالم کے لئے مناسب ہے کہ وہ یہ روزے چھپ کر رکھے اور جُہال کو اِن روزوں کے رکھنے سے منع کرے، شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ: اِن روزوں کو رمضان کے ساتھ متّصل رکھنا مکروہ ہے، اگر عید الفطر کے بعد کچھ

دن کھائے پھر یہ روزے رکھے تو مکروہ نہیں ہے بلکہ مستحب ہے، حاکم شہید نے "المنتقی" میں فرمایا ہے کہ: حسن بن زیاد سے میں نے یہ پایا کہ آپ اِن روزوں کو عید الفطر کے بعد پے در پے رکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ: شوال کے روزوں اور رمضان کے روزوں میں تفریق کے لئے عید الفطر کا دن کافی ہے۔ اور عام متأخّرین علماء اِن روزوں کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ پھر اُن کے ہاں یہ اختلاف ہوا کہ اِن روزوں کے رکھنے میں افضل پے در پے رکھنا ہے یا متفرق کے طور رکھنا ہے؟ "الذخیرۃ" میں ہے: بعض علماء فرماتے ہیں کہ: اِن روزوں کے پے در پے رکھنے میں افضلیت ہے۔ اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ: اِن روزوں کو متفرق کے طور رکھنا افضل ہے"۔ ("الفتاوی التّاتارخانیّة"، کتاب الصّوم، الفصل الثّامن: فی بیان الأوقات التی یکرہ فیها الصّوم، ٤٧١٦، ٣/ ٤١٠)

۱۱۔ علامہ عبد اللطیف بن عبد العزیز المعروف ابن ملک حنفی متوفی ۸۰۱ھ فرماتے ہیں: "عید الفطر کے ساتھ چھ روزے پے در پے رکھنا مکروہ نہیں ہے۔ امام مالک فرتاتے ہیں کہ: اہلِ کتاب کے ساتھ تَشبُّہ اور فرض میں زیادتی کی وجہ سے مکروہ ہے۔ اور ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ: " جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اُس نے پورے زمانے کے روزے رکھے۔ اور رمضان اور شوال کے روزوں کے درمیان عید الفطر کے دن کے وقوع سے نصاری کے ساتھ جو تَشبُّہ تھا وہ ختم ہو گیا۔ اور "خانیہ (یعنی فتاوی قاضی خان)" میں ہے کہ: اگر یہ روزے متفرق کے طور پہ رکھے جائیں پھر تو کراہت سے دُوری ہے"۔ ("شرح مجمع البحرین" لابن ملک، کتاب الصّوم، ق ١٠٩/ ب)

۱۲۔ علامہ بدر الدین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں: شوال کے چھ روزے رمضان کے ساتھ پے در پے رکھنا مکروہ نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ کے فرمان: "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اُس نے پورے زمانے کے روزے رکھے" کی وجہ سے۔ ("منحة السّلوک شرح تحفة الملوک"، کتاب الصّوم، فصل: فی بیان العوارض، ص ٢٧٧)

۱۳۔ علامہ محمد بن احمد ابن الضیاء الصّاغانی حنفی متوفی ۸۵۴ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے رکھنے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض علماء کہتے ہیں کہ اِس میں کوئی حرج نہیں اور امام مالک فرماتے ہیں: میں نے اہلِ علم کو نہیں دیکھا جو یہ روزے رکھتے ہوں۔ امام ابو یوسف سے مروی

ہے کہ: آپ کے نزدیک یہ روزے پے در پے رکھنا مکروہ ہے اور متفرق طور رکھنا مکروہ نہیں ہے۔ اور "فتاوی" میں مذکور ہے کہ: یہ روزے مطلقاً مکروہ ہیں۔ اور جنہوں نے مکروہ کہا ہے وہ کہتے ہیں کہ اِس میں رمضان کے روزوں کے ساتھ زیادتی ہے، اور جو جواز کے قائل ہیں وہ فرماتے ہیں کہ: رمضان کے روزوں اور اِن (یعنی شوال کے چھ) روزوں میں تفریق کے لئے عید الفطر کا دن کافی ہے"۔ ("ضیاء المعنویة شرح مقدّمة الغزنویة"، کتاب الصّوم، ق ٣٤٠/ ب)

۱۴۔ امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے رکھنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے، البتہ عام متأخّرین اِس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ پس کہا گیا ہے کہ اِن روزوں کو عید الفطر کے ساتھ ملا کر رکھنا افضل ہے یا شوال میں متفرق کے طور رکھنا افضل ہے؟ پس جواز کی صورت یہ ہے کہ اِن روزوں کو عید الفطر کے ساتھ ملا کر رکھنے سے اہلِ کتاب کے ساتھ مشابہت لازم نہیں آئے گی"۔ ("فتح القدیر"، کتاب الصّوم، باب ما یوجب القضاء و الکفارة، ٢/ ٣٥٥)

۱۵۔ علامہ قاضی جکن ہندی حنفی متوفی ۹۲۰ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے رکھنے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ روزے رکھنا مکروہ ہے، اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ روزے رکھنا مکروہ نہیں ہے، اگر یہ روزے ماہِ شوال میں متفرّق طور رکھے جائیں تب کراہت اور نصاری کے ساتھ تَشبُّہ سے دُوری ہے اور جواز کے طرف قریب (قول) ہے۔ "قرآن خوانیہ" میں "ینابیع" سے ہے کہ: شوال کے روزے عید الفطر کے بعد پے در پے رکھنا مکروہ نہیں ہے، اور کہا گیا ہے کہ مکروہ ہے، پہلا (قول) صحیح ہے۔ "عمد المفتی" میں مذکور ہے کہ: کہا گیا ہے کہ صحیح یہ ہے جب یہ روزے پے در پے رکھے جائیں اور عید کے دن روزہ نہ رکھا جائے ورنہ مکروہ ہے اور اِسی (قول) کو ہم لیتے ہیں۔ اور "ایضاح" میں ہے کہ: (شوال کے) چھ روزوں کی مُمانعت میں (جو علما کے اقوال) وارِد ہوئے ہیں وہ اِس بات پہ محمول ہیں کہ عید کے دن بھی روزہ رکھا جائے تب یہ یہود کے ساتھ تَشبُّہ ہو گا"۔ ("خزانة الرّوایات"، کتاب الصّوم، باب الصّیام المستحبّة و المنهیّة، ق ١٨٩/ أ)

۱۶۔ علامہ برہان الدین ابراہیم بن موسی طرابلسی حنفی متوفی ۹۲۲ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزوں کی عید الفطر کے ساتھ اتباع کرنا مکروہ نہیں ہے"۔ ("مواهب الرحمن فی مذهب أبی حنيفة النّعمان"، كتاب الصّوم، باب ما يفسد الصّوم و مالا يفسده، ۱/ ق ۵۲.)

۱۷۔ علامہ عبد العلی بن محمد بن حسین برجندی حنفی متوفی بعد ۹۳۵ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے امام ابو حنیفہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک پے در پے رکھنا مکروہ ہیں، اور امام حسن بن زیاد سے مروی ہے کہ آپ کے نزدیک مطلقا کراہت نہیں ہے، بعض مشائخ نے فرمایا کہ عالم کو چاہیے کہ یہ روزے چھپ کر رکھے اور جاہلوں کو اِس سے منع کرے، البتہ عام متأخّرین علماء اِس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ البتہ اِس میں اختلاف ہے کہ یہ روزے پے در پے رکھنا افضل ہیں یا متفرق کے طور"۔ ("حاشية البرجندی علی شرح الوقاية"، كتاب الصّوم، فصل : فی موجب الفساد، ۱/ ۲۲۱)

۱۸۔ علامہ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ فرماتے ہیں: "عید الفطر کے ساتھ شوال کے چھ روزوں کی اتباع کرنا مکروہ نہیں ہے، اور اِن روزوں کو متفرق کے طور رکھنا کراہت اور نصاری کے ساتھ مشابہت سے بعید ہے"۔ ("ملتقى الأبحر" مع شرحه مجمع الأنهر ، كتاب الصّوم، فصل: نذر صوم يومی العيد، ۱/ ۳۷۵)

۱۹۔ امام شمس الدین محمد خراسانی حنفی متوفی ۹۶۲ھ /۹۵۵ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے امام ابو حنیفہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک پے در پے رکھنا مکروہ ہیں، اور امام حسن بن زیاد سے مروی ہے کہ آپ کے نزدیک مطلقاً کراہت نہیں ہے جس طرح عام متاخّرین علماء فرماتے ہیں۔ البتہ اِس میں اختلاف ہے کہ یہ روزے پے در پے رکھنا افضل ہیں یا متفرق کے طور؟ امام حلوانی نے فرمایا: عید الفطر کے بعد کچھ دن افطار کر کے پھر یہ روزے رکھنا مستحب ہیں اِسی طرح "مضمرات" میں ہے۔ اور "النظم" میں مذکور ہے کہ اہلِ کتاب کے طعن کی وجہ سے متفرق کے طور ہر ہفتے میں دو دن رکھنا مستحب ہے"۔ ("جامع الرّموز"، كتاب الصّوم، فصل: موجب الافساد، ۱/ ۳۷۲)

۲۰۔ امام فقیہ جعفر بوبکانی حنفی متوفی ۱۰۰۰ھ فرماتے ہیں: " "قرآن خوانیہ" میں "ینابیع" سے ہے کہ: عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے پے در پے رکھنے کے بارے میں کہا گیا ہے کہ مکروہ ہے، لیکن اصحّ یہ ہے کہ یہ روزے رکھنا مکروہ نہیں ہے"۔ ("المتانة فی مرمة الخزانة"، كتاب الصّوم، باب فی الصّيامات المستحبّة و المنهيّة، ص ۳۷٤)

۲۱۔ علامہ محمد بن عبد اللہ الخطیب التمرتاشی حنفی متوفی ۱۰۰۴ھ فرماتے ہیں: "عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزوں کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، بعض اِن کو مکروہ جانتے ہیں، جیسے امام مالک، اور بعض اِن کو مکروہ نہیں جانتے، اگر یہ روزے شوال میں متفرق کے طور رکھے جائیں پھر تو کراہت اور نصاری کے ساتھ تَشَبُّہ سے بہت بعید ہے۔ اور جواز کے (قول کے) قریب ہے، اِسی طرح "خانیہ (فتاوی قاضی خان)" میں ہے۔ اور منلا خسرَو نے اپنی شرح میں کراہت کو امام مالک کے ساتھ مکروہ کہا ہے، حالانکہ امام ابو یوسف بھی کراہت کے قائل ہیں۔ "حاوی القدسی" میں ہے کہ: امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ شوال کے چھ روزوں کو رمضان کے ساتھ متّصل رکھنا مکروہ ہے۔ اِس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے۔ اصحّ (قول یہ ہے کہ) اِس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔ ("منح الغفار شرح تنوير الأبصار"، كتاب الصّوم، ق ۱٤٤/ أ)

۲۲۔ علامہ ابو العباس احمد بن محمد شلبی متوفی ۱۰۲۱ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک مکروہ ہیں۔ لیکن عام مشائخ اِس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ البتہ اِس کی افضلیت میں اختلاف ہے کہ عید الفطر کے ساتھ پے در پے رکھے جائیں یا متفرق کے طور رکھے جائیں؟ (اِن روزوں کے) جواز کی صورت یہ ہے کہ یہ روزے عید الفطر کے ساتھ پے در پے رکھے جائیں۔ پس اہلِ کتاب کے ساتھ تشبیہ لازم نہیں آئے گی"۔ ("حاشية الشّلبی علی تبيين الحقائق"، كتاب الصّوم، باب ما يفسد الصوم و ما لا يفسده، تحت قول الكنز: و لأنّ الخلوف لايزول بالسواك، ۲/ ۱۸۸)

۲۳۔ ملا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ فرماتے ہیں: "ظاہر بات یہ ہے کہ اِن (یعنی شوال کے چھ) روزوں میں تفریق افضل ہے کہ تشبیہ سے دُوری ہو گی۔ پس مخفی نہیں ہے کہ رمضان کے ساتھ چھ روزوں کو ملا کر رکھنے سے بھی پورے سال کے روزوں کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے"۔ ("مرقاة المفاتيح"، كتاب الصّوم، باب صيام التّطوّع، الفصل الأول، تحت الحديث: ۲۰٤۷، ٤/ ٤۷۷)

۲۴۔ امام شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی حنفی متوفی ۱۰۵۲ھ فرماتے ہیں: "اِس مہینے میں شوال کے چھ روزے صحت کے ساتھ ثابت ہیں، جیسا کہ امام مسلم نے اپنی "صحیح" میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اُس نے زمانے کے

روزے رکھے "اور یہ (ثواب) تب ہے کہ جب تمام عمر رکھتا رہے، اور اگر ایک ہی مہینہ میں رکھے تو ایک سال کے روزوں کے مثل ہے۔ اور یہی مضمون میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی مذکور ہے۔ جسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے، اور ابن ماجہ کی روایت میں "ثُمَّ أَتبَعَهُ" کی جگہ "فَأَتبَعَهُ" ہے۔ اور اِس سے تعقیب حقیقی مراد نہیں ہے کیونکہ اِس میں عید کا روزہ لازم آتا ہے، پس یہ روزے مہینے کے شروع اور آخر میں بھی صحیح ہوتے ہیں۔ اور امام شافعی کے نزدیک مہینے کے شروع میں پے در پے رکھنا ہے۔ اور ہمارے اور امام احمد کے نزدیک عام ہے بلکہ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ یہ تعمیم، کراہت اور نصاریٰ کے ساتھ تشبُّہ سے دُور کرتی ہے"۔ ("ماثبت بالسّنة "، شهر شوال، ص ٢٣٥) ("لمعات التّنقيح شرح مشكاة المصابيح"، كتاب الصّوم، باب صيام التّطوّع، الفصل الأول، ١/ ق ٢٤٧/ أ)

٢٥۔ علامہ حسن بن عمار الشرنبلالی حنفی متوفی ١٠٦٩ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے رکھنا مسنون ہے، پھر کہا گیا ہے کہ افضل یہ ہے کہ یہ روزے پے در پے رکھے جائیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ متفرق کے طور رکھے جائیں"۔ ("نور الإيضاح"، كتاب الصّوم، فصل : فى صفة الصّوم و تقسيمه ، ص ٦٣٩)

اپنی اِسی کتاب کی دو شروح میں لکھتے ہیں کہ: "رسول اللہ ﷺ کے فرمان "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اُس نے پورے زمانے کے روزے رکھے" کی وجہ سے، یہ روزے رکھنا مسنون ہے"۔ ("مراقى الفلاح"، كتاب الصّوم، فصل : فى صفة الصّوم و تقسيمه ، ص ٦٣٩ ، "امداد الفتّاح" ، كتاب الصّوم، فصل: فى صفة الصّوم و تقسيمه، ص ٦٥٦)

٢٦۔ علامہ فقیہ عبد الرحمن بن محمد شیخی زادہ حنفی متوفی ١٠٧٨ھ اِس کی شرح میں فرماتے ہیں: "یہی مختار ہے، کیونکہ عید الفطر سے (رمضان اور شوال کے روزوں کے درمیان) فصل واقع ہو جائے گا، پس اہلِ کتاب سے تشبیہ لازم نہیں آئے گی، پس یہ روزے رکھنا مکروہ نہیں ہیں بلکہ اِس باب میں حدیث وارد ہونے کی وجہ سے یہ روزے تو مستحب ہیں۔ اور اتباع مکروہ ہے وہ اِس طرح کہ عید الفطر کے دن روزہ رکھا جائے اُس کے بعد پانچ روزے رکھے جائیں"۔ ("مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر"، كتاب الصوم، فصل: نذر صوم يومى العيد، ١/ ٣٧٦)

٢٧۔ علامہ علاء الدین حصکفی حنفی متوفی ١٠٨٨ھ اِس کی شرح میں فرماتے ہیں: " "بدائع" میں ہے کہ اتباع مکروہ ہے وہ اِس طرح کہ عید الفطر کے دن روزہ رکھا جائے اُس کے بعد پانچ روزے رکھے جائیں، پس اگر عید کے دن افطار کیا جائے پھر چھ روزے رکھے جائیں تو یہ مکروہ نہیں بلکہ مستحب اور سنّت ہے"۔ ("الدُّرّ المنتقى فى شرح الملتقى" ، كتاب الصّوم، فصل: نذر صوم يومى العيد، ١/ ٣٧٦)

٢٨۔ علامہ نظام حنفی متوفی ١١٦١ھ اور علمائے ہند کی ایک جماعت نے لکھا کہ: "ابو حنیفہ کے نزدیک شوال کے چھ روزے پے در پے یا متفرق کے طور رکھنا مکروہ ہے اور ابو یوسف کے نزدیک یہ روزے پے در پے رکھنا مکروہ ہے، البتہ عام متاخّرین علماء اِس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے، اِسی طرح "بحر الرائق" میں ہے۔ اور اصح یہ ہے کہ اِس (یعنی شوال کے چھ روزے رکھنے) میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مستحب یہ ہے کہ یہ روزے ہر ہفتے میں دو دن رکھے جائیں، اِسی طرح "ظہیریۃ" میں ہے"۔ ("الفتاوىٰ الهندية"، كتاب الصوم، الباب الثّالث فيما يكره للصّائم و ما لا يكره، ١/ ٢٠١)

٢٩۔ شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی متوفی ١١٧٤ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے عید الفطر کے بعد پے در پے رکھنے کو بعض علما مکروہ سمجھتے ہیں اور بعض علما مکروہ نہیں سمجھتے، کراہت کی وجہ یہ ہے کہ اہلِ نصاریٰ کے ساتھ تشبُّہ ہے، اور (اِن روزوں کے) جواز کی وجہ یہ ہے کہ (رمضان کے روزوں اور شوال کے روزوں کے درمیان) عید الفطر کے دن سے تفریق حاصل ہو جاتی ہے۔ جب شوال کے روزوں کی تفریق حاصل ہو گئی تب کراہت اور اہلِ کتاب کے ساتھ تشبُّہ لازم نہیں آئے گا"۔ ("مظهر الأنوار"، فصل: فى مسائل متفرّقة، صـ ٥٥٢)

٣٠۔ علامہ شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی متوفی ١١٧٦ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے پے در پے رکھنا شوافع کے نزدیک مستحب اور افضل ہے۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ روزے پے در پے ہوں یا متفرق، مکروہ ہیں۔ اور ابو یوسف کے نزدیک پے در پے رکھنا مکروہ ہیں۔ اور "فتاوی عالمگیریہ" میں ہے: البتہ علمائے متاخّرین نے اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں پائی۔ اور اصحّ یہ ہے کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔ ("المسوى شرح الموطأ"، كتاب الصّيام، باب صوم ستّة من شوال، ١/ ٣٠٨)

۳۱۔ علامہ ابراہیم بن مصطفی بن ابراہیم حلبی حنفی متوفی ۱۱۹۰ھ فرماتے ہیں: "قہستانی نے فرمایا کہ: شوال کے چھ روزے ابو حنیفہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہیں، اور ابو یوسف اور حسن بن زیاد کے نزدیک پے در پے رکھنا مکروہ ہے۔ مگر متاخّرین فرماتے ہیں کہ یہ روزے رکھنا مکروہ نہیں ہے۔ البتہ افضلیت میں اختلاف ہے۔ امام حلوانی نے فرمایا ہے کہ: عید الفطر کے بعد ایک دن چھوڑ کر یہ روزے رکھے جائیں تو مستحب ہے، اِسی طرح "مضمرات" میں ہے، اور "النظم" میں مذکور ہے کہ اہلِ کتاب کے طعن کی وجہ سے متفرق کے طور ہر ہفتے میں دو دن رکھنا مستحب ہے"۔("تحفة الأخيار حاشية الدّر المختار"، كتاب الصوم، ق ٢٥٤/ أ)

۳۲۔ علامہ احمد بن محمد بن اسماعیل طحطاوی حنفی متوفی ۱۲۳۱ھ فرماتے ہیں: ""بحر الرائق" میں ہے کہ شوال کے چھ روزے رکھنا امام ابو حنیفہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہے، البتہ عام متاخّرین (علماء) اِس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے"۔("حاشية الطّحطاوی علی مراقی الفلاح"، كتاب الصّوم، فصل : فی صفة الصّوم و تقسيمه ، ص ٦٣٩)

آپ علیہ الرحمہ دوسری جگہ اِرشاد فرماتے ہیں: "قہستانی نے فرمایا: شوال کے چھ روزے امام ابو حنیفہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہیں اور امام ابو یوسف کے نزدیک پے در پے رکھنا مکروہ ہیں، اور امام حسن بن زیاد سے مروی ہے کہ آپ کے نزدیک مطلقاً کراہت نہیں ہے جس طرح عام متاخّرین علماء فرماتے ہیں۔ البتہ اِس میں اختلاف ہے کہ یہ روزے پے در پے رکھنا افضل ہے یا متفرق کے طور؟ امام حلوانی نے فرمایا: عید الفطر کے بعد کچھ دن افطار کرکے پھر یہ روزے رکھنا مستحب ہیں اِسی طرح "مضمرات" میں ہے۔ اور "النظم" میں مذکور ہے کہ اہلِ کتاب کے طعن کی وجہ سے متفرق کے طور ہر ہفتے میں دو دن رکھنا مستحب ہے۔ جب آپ نے یہ جان لیا پھر جو متن (یعنی "الدرّ المختار") میں ہے وہ بعض متاخّرین کا قول ہے"۔("حاشية الطّحطاوی علی الدّرّ المختار"، كتاب الصّوم، فصل : فی العوارض، ١/ ٤٧٠)

۳۳۔ علامہ محمد امین بن عمر ابن عابدین حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ فرماتے ہیں: صاحبِ ہدایہ نے "التجنیس" میں فرمایا ہے کہ: "عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے پے در پے رکھنے کو بعض علماء مکروہ جانتے ہیں، اور مختار یہ ہے کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ کراہت تو صرف اِس لئے ہے کہ اِن چھ روزوں کو رمضان کے روزوں سے شمار کئے جانے سے نہ بچا جائے۔ تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبُّہ ہوگا اور اب یہ معنی زائل ہو گئے۔ اھ، اِس کی مثل ابو اللّیث

کی کتاب "النوازل" اور حسام شہید کی کتاب "الواقعات" اور "المحيط البرهانی" اور "الذخيرة" میں ہے۔

اور "الغایہ" میں حسن بن زیاد سے مروی ہے کہ: آپ اِن روزوں کو عید الفطر کے بعد پے در پے رکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ: شوال کے روزوں اور رمضان کے روزوں میں تفریق کے لئے عید الفطر کا دن کافی ہے۔ اور عام متاخّرین علماء اِن روزوں کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ پھر اُن کے ہاں یہ اختلاف ہوا کہ اِن روزوں کے رکھنے میں افضل پے در پے رکھنا ہے یا متفرق کے طور رکھنا ہے؟ اھ۔

"حقائق" میں ہے: عید الفطر کے ساتھ شوال کے چھ روزے متصلاً رکھنا امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور ہمارے ہاں مکروہ نہیں ہے، اگرچہ ہمارے مشائخ نے افضلیت میں اختلاف کیا ہے۔ اور امام ابو یوسف سے مروی ہے کہ آپ پے در پے روزے رکھنے کو مکروہ جانتے تھے، لیکن مختار یہ ہے کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ "وافی"، "کافی" اور "مصفّی" میں ہے: یہ روزے امام مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور ہمارے نزدیک مکروہ نہیں ہے۔("ردّ المحتار علی الدّرّ المختار"، كتاب الصوم، فصل : في العوارض، ٤/ ٣٩٤)

۳۴۔ امام علامہ فقیہ محمد عابد سندھی حنفی متوفی ۱۲۵۷ھ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے جس میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے اِس طرح ترغیب مذکور ہے کہ" جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے اُس کے لئے پورے زمانے کا ثواب ہے" اِس حدیث کو امام مسلم نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے اور نسائی نے حضرت ثوبان سے اور امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اور بزار نے حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے حضرت ابن عباس اور ابن عمر اور ختام رضی اللہ عنہم سے اور دار قطنی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ اور امام سیوطی نے اِن احایث کو متواتر میں شمار کیا ہے۔ قہستانی نے فرمایا کہ: شوال کے چھ روزے ابو حنیفہ کے نزدیک مطلقاً مکروہ ہیں، اور ابو یوسف اور حسن بن زیاد کے نزدیک پے در پے رکھنا مکروہ ہیں۔ مگر علمائے متاخّرین فرماتے ہیں کہ یہ روزے رکھنا مکروہ نہیں ہیں۔ البتہ افضلیت میں اختلاف ہے۔ امام حلوانی نے فرمایا ہے کہ: عید الفطر کے بعد ایک دن چھوڑ کر یہ روزے رکھے جائیں تو مستحب ہے، اِسی طرح "مضمرات" میں ہے۔ اور یہ روزے پے در پے رکھنا مکروہ نہیں ہے۔ کیونکہ کراہت تب ہے جب اِن روزوں کو رمضان سے

شمار کیا جائے تو یہ نصاریٰ کے ساتھ تشبُّہ ہوگا اور اب یہ معنیٰ زائل ہے، اِسی طرح "التجنیس" اورابو للیث کی کتاب "کتاب النّوازل" اور حسام شہید کے "الواقعات" اور "محیط البرہانی" اور "الذخیرۃ" میں ہے۔ اور "الغایہ" میں حسن بن زیاد سے منقول ہے کہ آپ اِن روزوں کے رکھنے کو کسی قسم کا حرج نہیں سمجھتے تھے۔ اور آپ فرماتے تھے کہ: رمضان کے روزوں اور اِن (یعنی شوال کے چھ) روزوں میں تفریق کے لئے عید الفطر کا دن کافی ہے"۔ ("طوالع الأنوار حاشية الدّرّ المختار"، كتاب الصّوم، باب العوارض، ق ٣/ ٣٠٥ / ب)

۳۵۔ علامہ محمد صالح لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "(شوال کے چھ روزوں کے متعلق) ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کا فرمان یہ ہے کہ: "جس نے رمضان کے روزے رکھے اُس کے بعد شوال کے چھ روزے رکھے اُس کے لئے پورے سال کا ثواب ہے"۔ اگر کہا جائے کہ اِس میں (نصاریٰ سے) تشبُّہ ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ "الذخیرۃ" میں ہے: (شوال کے چھ روزوں کے بارے میں) ہمارے مشائخ کوئی حرج نہیں جانتے"۔ ("خزانة العلماء"، كتاب الصّوم، باب فی الأوقات التی يكره فيها الصّوم، ١/ ق ٤٠٧، مخطوطٌ مصوّرٌ)

۳۶۔ علامہ محمد اکرم متعلوی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک مکروہ ہے، مگر عام مشائخ فرماتے ہیں کہ اِس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔ ("بياض محمد أكرم متعلوی"، كتاب الصّوم، فصل: الصّيام المستحبّة، ق ١٨٤/ ب)

۳۷۔ علامہ محرم بن محمد بن عارف زیلعی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "شوال کے چھ روزے رمضان کے ساتھ پے در پے رکھنا مکروہ نہیں ہے، امام مالک فرماتے ہیں: یہ روزے مکروہ ہیں کیونکہ اِس میں فرض پر زیادتی کی وجہ سے اہلِ کتاب کے ساتھ تشبُّہ ہے۔ اور ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ: "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اُس نے پورے زمانے کے روزے رکھے"۔ اور عید الطفر کے ساتھ اِن روزوں کے رکھنے سے اہلِ کتاب کے ساتھ تشبیہ نہیں ہوتی۔ البتہ مستحب یہ ہے کہ یہ روزے (شوال کے) متفرق کے طور ہر ہفتے میں دو دن رکھے جائیں"۔ ("هدية الصّعلوك شرح تحفة الملوك"، كتاب الصّوم، ص ١٥٨)

۳۸۔ علامہ فقیہ مسعود ابن محمود بن یوسف سمرقندی حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "پیغمبر ﷺ نے اِرشاد فرمایا: "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اُس نے پورے سال کے روزے رکھے" اِس لئے کہ رب تعالیٰ نے اِرشاد فرمایا ہے ﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا﴾ پس ماہِ رمضان کے روزوں کے سبب ۳۰۰ دنوں اور شوال کے چھ روزوں کے سبب ۶۰ دنوں کا ثواب حاصل ہوا، پس ۳۶۰ دن مکمل ہوئے"۔ ("الصلاة المسعودية"، كتاب الصّوم ، ٣/ ١٠)

۳۹۔ "فتاوی برہنہ" میں ہے: "شوال کے چھ روزے پے در پے یا متفرق کے طور ہر ہفتے میں دو دن روزے رکھنا مختار قول کے مطابق مستحب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: "جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر شوال کے چھ روزے رکھے گویا کہ اُس نے پورے سال کے روزے رکھے"۔ ("فتاوی برهنه"، باب پنجم در بیانِ صوم، فصل سوم ، ٢/ ٢٣)

۴۰۔ "مجموعہ خوانی" میں ہے: "فتویٰ یہ ہے کہ: شوال کے چھ روزے پے در پے رکھنا عوام کے لئے مکروہ نہیں ہے"۔ ("مجموعه خوانی"، كتاب الصّوم، ١/ ١٥٣.)

۴۱۔ امام احمد بن محمد بن حمید حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "عید الفطر کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنا مکروہ نہیں ہے۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ مکروہ ہے، لیکن پہلی روایت صحیح ہے"۔ ("فتاوى إبراهيم شاهية"، كتاب الصوم، باب فی التّطوّع، ق ٥٠٥/ أ)

تَحْرِيرُ الْأَقْوَالِ فِىْ صَوْمِ السِّتِّ مِنْ شَوَّالٍ

للعلامه قاسم بن قطلوبغا حنفى

(المتوفّى ۸۷۹ھ)

خرّجه

محمد عبد الله الفهيمى السندى

علّق عليه

المفتى محمد عطاء الله النعيمى مدظله العالى

ناشر

جمعية اشاعة أهل السنّة (باكستان)

بسم الله الرحمن الرحيم

[بيانُ سببِ تأليفٍ] (٢٦)

و بعدُ، لمَّا شاعَ فى القاهرة المحرُوسة ذِكرُ صوم السِّتِّ مِن شوال أنه مكروهٌ؟ فطلبَ ذالک العدل الرَّضا أبو عبد الله بن طيبغا الحنفى، عَامَله اللهُ بلُطفه الخفى، من كُتُب السَّادةِ الحنفيّةِ.

[مقالة الجلال التَّبَّانى فى حكم صيام الست من شوال] (٢٧)

فوُجدَ مقالةُ الشَّيخ الإمام العالم العادل الجلال التَّبَّانى الحنفى فى **"منظومته"** (٢٨):

«و فى صيامِ السِّتِّ من شوالِ كراهة عند أولى الأفضال»

و قوله فى **"شرحها"** (٢٩): «أى يكرهُ صوم السِّتِّ من شوال مُتَتابِعاً و مُتَفرّقاً عند أبى حنيفةَ.

٢٦- لا يخفى أنّ هذه المقدمة هي من كلام أحد تلاميذ المؤلف، و بداية كلام المؤلفِ بعد هذه الصفحة

٢٧- إسمه : جلال الدّين رسولا بن أحمد بن يوسف الشهير بـ التَّبَّاني الحنفي، و كان أصولياً، نحوياً فقيهاً، بارعاً. و نسب في التبانة، و هي محلة بظاهر القاهرة، توفّي في يوم الجمعة ثالث عشر من رجب المرجب سنة (٧٩٣ هـ)، من مؤلفاته: "شرح المنار" ، "رسالة في البسملة" ، "الفرق بين الفرض و العملي و الواجب" و غير ذالک، انظر ترجمته في: "تاج التراجم"، (الترجمة: ٨٤)، صــ ١٤٨ ، "الاعلام" ٢/ ١٢٩.

٢٨- جمع فيها ما يناسبه من الفتوى، انظر في: "كشف الظنون"، ٢/ ١٨٧٦ ، لم أعثر على طبعه

٢٩- أي : في شرح منظومة التَّبَّاني، و هو له، وقيل أنه في أربع مجلدات. انظر في: "كشف الظنون"، ٢/ ١٨٦٧

و عن أبی یوسفَ یکره مُتَتابِعاً.

و قال مالک : یکره علی کل حال، و هذا وظیفة الجُهال، و کلُّ حدیث فیه فهو موضوعٌ، ذکره فی کتاب التّفسیر.

و صومُ شهرِ رمضانَ نَسخَ کُلَّ صوم کان قبله، و الأضحیة نسختْ کلَّ دم کان قبلها، کالعَتیرةِ و الأَکیرةِ، و قیل : لا یکره. و هو قولُ محمد. و الأوّلُ أَصحُّ؛ لِمَا فیه التشبُّه بأهل الکتابِ، لأَنَّهم یلحُقون بالفرض ما لیس منه. »

[عرضُ دعوی الکراهة علی المُؤلِّف]

فسأَل عن ذالک سیِّدُنا الإمام العالم بقیة السَّلف زَینَ الدِّین أبا المعَالی قاسماً بن قُطلُوبُغَا الحنفی، رحمه الله تعالیٰ.

[الجواب:ردّ دعوی الکراهة و إثبات استحباب صوم السِّتِّ من شوال]

فأجاب : بعد البسملة و الحمد لله و الصَّلاة و السَّلام علی النّبیّ، بما نصّه: و بعد، فإنَّ الفقیر إلی رحمة ربّه الغنی، قاسم الحنفی یقول:

قد رفع إلیّ العدلُ الفاضلُ أبو عبد الله محمد بن طنبغا الحنفیُّ قولَ الشَّیخ الجلال التَّبَّانیّ، فی منظومته، ما ذکر بحروفه حرفاً حرفاً، فقلتُ:

هذا رجلٌ قد عمد إلیٰ تعطیل ما فیه الثّوابُ الجزیلُ، بدعوی کاذبة بلا دلیل، و اعتمد الضّعیفَ و المؤوّلَ، و ترک ما علیه المعوّلُ، و صحّح ما لم یُسبق إلی تصحیحِه و لا عوّلَ أحدٌ

علیه، مع النّقلِ المختل و الألفاظ الزّائدة، و ذَکرَ ما لیس له فی هذا المحل فائدة.

و بیان ذالک :

أن فی قوله : «یکره صوم الست....»، إلی قوله : « بکل حال» تکراراً بلا فائدة.

و قوله: «عند أبی حنیفة» هذا ما ذُکر فی **"المحیط البرهانیّ"**(۳۰) و **"الذّخیرة البرهانّیة"** (۳۱)بصیغة تدلُّ علیٰ أنّه خلافُ الأصول، و عقّبه فی **"الذّخیرة"** بأن الصّحیحَ خلافُه کما سیأتی.

و أما قوله : «و عن أبی یوسف ... . » إلخ. فنقلٌ مختلٌ، فقد اتفقتْ عباراتُ الکُتُبِ علی أنّ المنقولَ عن أبی یوسف هو ما فی

۳۰- إسمه الکامل "المحیط البرهاني في الفقه النعماني"، هو أعظم و أضخم الکتب في فقه الحنفي، لأن المؤلف رحمه الله أحاط فیه علي مسائل "المبسوط"، و "الجامع الکبیر" ، و "الجامع الصغیر" ، و "السیر الکبیر" ، و "السیر الصغیر" ، و "الزیادات" ، للإمام، العلامة، المجتهد برهان الدین محمود بن أحمد بن عبد العزیز بن عمر بن مازه البخاري، المرغیناني، الحنفي، توفّي سنة (۵۵۱هـ)، انظر في: "کشف الظنون"، ۲/ ۱۶۱۹ ، و هذا الکتاب مطبوع.)("المحیط البرهاني"، کتاب الصوم، الفصل الثامن: في بیان الأوقات التي یکره فیها الصوم، ۳۱۳۰، ۳/ ۳۶۲.

۳۱- إسمه "ذخیرة الفتاوی" ثم المشهورة بـ "الذخیرة البرهانیة" للإمام برهان الدین محمود بن أحمد بن عبد العزیز بن عمر بن مازه البخاري، اختصرها من کتابه المشهور بـ "المحیط البرهاني" کلاهما مقبولان عند العلماء. انظر في: "کشف الظنون"، ۱/ ۸۲۳، لم أعثر علی طبعته.

روایة الكَرْخِيِّ [٣٢]: كانوا يكرهون أن يتبعوا رمضانَ صياماً، خوفاً أن يُلحقَ ذالک بالفریضة، ففهم منه صاحب **"الحقائق"** [٣٣] أنّه كره التَّتابُع، فهذا تأويله عنده. و قال صاحب [٣٤]**"البدائع"**[٣٥]: «الإتباعُ المكروهُ أن يصومَ يوم العيد و خمسة بعده». [٣٦] فهذا معنى قول أبی یوسف عنده و قد أخذ هذا من إملاء الحسن بن زياد، كما سأذكر. و هذا معنى قولی: اعتمد الضّعيفَ المؤوَّل.

٣٢ - هو أبو الحسن عبيد الله بن الحسين بن دلال بن دَلْهَم، الكرخي، ولد سنة (٢٦٠ هـ) و نسبة إلى كَرخ قرية بنواحي العراق، عدّه ابن كمال باشا من المجتهدين في المسائل، و توفّى سنة (٣٤٠ هـ)، من مؤلفاته: "المختصر" ، "شرح الجامع الكبير" ، "شرح الجامع الصّغير"، انظر ترجمته في: "تاج التراجم"، (الترجمة: ١٥٥)، صـ ٢٠٠ ، "الفوائد البهية"، صـ ١٠٨.

٣٣ - إسمه الكامل "الحقائق شرح منظومة النسفي" للإمام أبي المحامد محمود بن محمد اللؤلؤي البخاري الأفشنجي (نسبة إلى أفشنة من قرية بخارى) الحنفي، توفّى سنة (٦٧١ هـ)، انظر في : "كشف الظنون"، ٢/ ١٨٦٨، لم أعثر على طبعته، و نسخته المصوّرة موجودة في المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي

٣٤ - هو الإمام علاء الدّين أبو بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي، و كاسان بلدة وراء النهر، و قد يقال في نسبته الكاشاني، تفقّع على محمد بن أحمد السّمرقندي، و توفّي سنة (٧٨٥ هـ)، من مؤلفاته : "الكتاب الجليل" ، "السلطان المبين" و غير ذالک، انظر ترجمته في : "تاج التراجم"، (الترجمة: ٣٢٧)، صـ ٣٢٧، "الفوائد البهية"، صـ ٥٣.

٣٥ - إسمه الكامل "بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع" و هذا شرح "تحفة الفقهاء"، و لمّا أتمه عرض على المصنّف، فاستحسنه و زوجه ابنته. انظر في: "كشف الظنون"، ١/ ٣٧١ ، و هذا الكتاب مطبوع متداول.

٣٦ - "بدائع الصنائع"، كتاب الصوم، فصل: في شرائطها، ٢/ ٥٦٢.

[ادعاء كراهةِ صوم السِّتِّ من شوال مخالف لنصوص فقهاءِ الحنفية]

و أما تركَ ما عليه المعوَّلُ فأسوقُه لک، من عَهدِ أصحابِ أبی حنيفةَ و إلى زمان مَشَايخنا قرناً بعدَ قرن، فنقولُ:

١ ــ أنّه هو قولُ محمدٍ.

٢ ــ و نُقل فی **"الغاية"** [٣٧]عن الحسن بن زياد، أنّه كان لا يرى بصومها بأساً و يقول : كفى بيوم الفطر مُفرِّقاً بينهنَّ و بين رمضانَ. [٣٨]

ومحمدٌ و الحسنُ بن زياد من أصحاب أبی حنيفةَ.

و كانت وفات محمد سنة (١٨٩هـ) تسع و ثمانين و مائة.

و وفات الحسن سنة (٢٠٤هـ) أربعين و مائتين.

٣ ــ و ذكر الطَّحاويُّ [٣٩]حديث «**مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَ أَتبَعَهُ سِتّاً مِنْ شَوَالَ**» من طُرقٍ و أقرَّه، [٤٠]

٣٧ - المسمّي بـ "الغاية شرح الهداية" لأبي العباس شمس الدين أحمد بن إبراهيم بن عبد الغني السَّرُوجي الحنفي المتوفّى سنة (٧١٠ هـ) و قيل سنة (٧٠١ هـ)، انظر في "كشف الظنون"، ٢/ ٢٠٣٣. لم أعثر على طبعته، و نسخته المصوّرة موجودة في "المكتبة" لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٣٨ - "الغاية شرح الهداية" للسّروجي، كتاب الصوم، فصل في فضائل صوم التّطوّع و الاوقات التي يندب الى صومها و التي يكره فيها، ٥/ ق ٣٢٥/ ب

٣٩ - هو الإمام أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الأزدي الطحاوي، الحنفي ، ولد سنة (٢٢٩ هـ) و نسبة إلى طَحا: و هي قرية بصعيد مصر، و إلى الأزد: و هي قبيلة مشهورة من قبائل اليمن. و قد انتهت إليه رئاسة الحنفية بمصر، من مؤلفاته: "تهذيب الآثار" ، "شرح معاني الآثار" ، "مختصر الطحاوي"، انظر ترجمته في: "تاج التراجم"، (الترجمة: ٢١)، صـ١٠٠، "الجواهر المضية"، رقم: ٢٠١، صـ ٧١

٤٠ - "شرح مشكل الآثار"، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله ﷺ من قوله: من صام رمضان و أتبعه ستاً من شوال....إلخ، ٦/ ١١٩– ١٣٠.

و كانت وفاتُه سنة (٣٢١هـ) إحدى و عشرين و ثلاث مائة،
و مولدُه سنة (٢٢٩هـ) تسع و عشرين و مائتين.

٤ـ و قال أبو اللّيث السّمرقنديُّ[٤١] فى كتاب **"النوازل"**[٤٢]:
«صومُ السِّتِّ بعدَ الفطر مُتَتابعاً، منهم من كره، و المختارُ أنّه لا بأسَ به، لأنَّ الكراهةَ إنَّما كانت لأنّه لا يُؤمَن من أن يُعدَّ ذالک من رمضانَ فيكون تشبُّهاً بالنّصارى[٤٣]، و الآن قد زال هذا المعنى»

و كانت وفاتُه سنة (٣٧٣هـ) ثلاث و سبعين و ثلاثمائة.

٥ـ و قال الحسّام الشّهيد[٤٤] فى **"الواقعات"**[٤٥]: «صومُ السِّتِّ من شَوال مُتتابعةً بعدَ الفطر، كره بعضُهم. و المختارُ أنّه لا بأسَ به»

---

٤١ - هو إمام الهدي أبو اللّيث نصر بن محمد بن أحمد بن ابراهيم السّمرقندي، من أئمة الحنفية، تفقّه علي أبي جعفر الهِندُواني، توفّي ليلة الثلاثاء من لإحدي عشرة من جمادي الآخرة و من تصانيفه: "تفسير القرآن" ، "عمدة العقائد" ، شرح "الجامع الصغير" و غير ذالک. انظر ترجمته في: "الأعلام"، ٨/ ٢٧ ، "الجواهر المضية"، ٢/ ١٩٦ ، "تاج التراجم"، صـ ٣١٠ ، "الجواهر المضية"، رقم: ١٦٩٠، صـ ٤١٥

٤٢ - أنه جمع من كلام محمد بن شجاع الثلجي ومحمد بن مقاتل الرازي ومحمد بن سلمة ونصير بن يحي ومحمد بن سلام وأبي بكر الإسكافي وعلي بن أحمد الفارسي والفقيه أبي جعفر : محمد بن عبد الله، انظر في : "كشف الظنون"، ٢/ ١٩٨١. لم أعثر علىٰ طبعه، أمّا الكتاب المطبوع بعنوان "فتاوى النّوازل" فهو في الحقيقة "مختارات النّوازل" لصاحب الهداية.

٤٣ - و وجه التّشبّه بالنّصاري هو الإلحاق بالفرض ما ليس فرضاً لا غير.

٤٤ - هو الإمام، برهان الأئمة، حسام الدّين أبو محمد عمر بن عبد العزيز بن عمر مازه البخاري المعروف بـ "الصّدر الشّهيد"، ولد في صفر سنة (٤٨٣ هـ)، له اليد الطولى في الخلاف والمذهب تفقّه على والده، وتوفّي رحمه الله شهيداً بسمرقند حيث قُتل بعد وقعة قطوان ونُقل جسده إلى بخارى، من مؤلفاته: "عمدة المفتي والمستفتي" ، "الفتاوى الكبرى" ، "الجامع الصغير" في الفروع، و غير ذالک، انظر ترجمته في: "تاج التراجم"، (الترجمة: ١٨١)، صـ ٢١٧ ، "الفوائد البهية"، صـ ١٤٩ ، "الجواهر المضية"، رقم: ١٠٠٢، صـ ٢٥٣.

٤٥ - كتابه "الواقعات" جمع فيه بين "النوازل" لأبي الليث و "الواقعات" للنّاطفي، و يسمّى كتابه أيضاً "الأجناس"، لضمّه كلّ فرع إلى جنسه، انظر في: "كشف الظنون"، ٢/ ١٩٩٨.

و وفاتُه سنة (٥٣٦ هـ) ستّ و ثلاثين و خمسمائة.

٦ ـ و قال أبو حفص عُمر النّسفى[٤٦] : « بعد صومِ رمضانَ اتباع سِتَّةٍ من شوال عند مالک : يكره، و عندنا : لا يكره».
[٤٧] و فَعّده مذهباً نَصَبَ فيه الخلافَ.

و وفاتُه سنة (٥٣٧ هـ) سبع و ثلاثين و خمس مائة.

٧ ـ و قال صاحب[٤٨] **"الهداية"** فى **"التّجنيس"**[٤٩]:
«صومُ السِّتِّ من شوال بعد الفطر مُتتابعةً، منهم من كره، و المختارُ أنّه لا بأسَ به».[٥٠]

و وفاتُه سنة (٥٩٣هـ) ثلاث و تسعين و خمس مائة.

---

٤٦ - هو الإمام الحافظ نجم الدّين أبو الحفص عمر بن محمد بن أحمد النّسفي السّمرقندي الحنفي، و كان يلقّب بـ "مفتي الثّقلين"، من مؤلفاته: "مجمع العلوم" ، "التّيسير" في تفسير القرآن ، "العقائد النسفية" و "الفتاوىٰ النسفية" و غير ذالک ، انظر ترجمته في : "تاج التراجم"، (الترجمة: ١٨٢)، صـ ٢١٩ ، "الفوائد البهية"، صـ ١٤٩.

٤٧ - "المنظومة في الخلاف"، باب فتاوى مالک بن أنس، كتاب الصوم ،صـ ٧٣٢

٤٨ - هو الإمام، الحافظ، المفسّر، المحدّث الفقيه برهان الدين علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفَرغاني المَرغيناني الحنفي، ولد سنة (٥٣٠هـ)، من مؤلفاته: "بداية المبتدي" في الفروع ، "فرائض العثماني" ، "مجموع مختارات النّوازل" و غير ذالک. انظر ترجمته في: "تاج التراجم"، (الترجمة: ١٦٥)، صـ ٢٠٦ ، "الفوائد البهية"، صـ ١٤١.

٤٩ - إسمه الكامل "التجنيس و المزيد و هو لأهل الفتوى غير عنيد"، وذكر لها الدلائل ورتب الكتاب دون المسائل ، انظر في: "كشف الظنون"، ١/ ٣٥٢، و هذا الكتاب مطبوع

٥٠ - "التّجنيس و المزيد"، كتاب الصوم، باب ما يستحب من الصوم و ما يكره منه، مسألة: ١٢٢٧، صـ ٤١٢.

٨ ــ و قال فی "**الحقائق**": «صومُ السِّتِّ من شوال مُتّصلاً بیوم الفطر یکرہ عند مالکٍ، و عندَنا لا یکرہ، و إن اختلفَتْ مشایخُنا فی الأفضل. کذا فی "**المختلف**" [٥١]

و عن أبی یوسف أنّہ کرِہَ مُتتابعاً، و المختارُ أنّہ لا بأسَ بہ، لأن الکراھۃَ إنّما کانتْ لا یُؤمَن من أن یُعدَّ ذالک من رمضانَ فیکون تشبُّھاً بالنّصاری، و الآن زالَ ھذا المعنی». [٥٢]

٩ ــ و قال قاضی خان [٥٣]: «و إن صامَھا مُتفرّقۃً فھو أبعدُ من الکَرَاھۃ». [٥٤]

و وفاتُ قاضی خان سنۃ (٥٩٢ ھ) اثنین و تسعین و خمس مائۃ.
و وفاتُ صاحب"**الحقائق**" سنۃ (٦٧١ھ) إحدی و سبعین و ستمائۃ.

٥١- إسمہ الکامل "مختلف الروایۃ في الخلافیات"، للشیخ الإمام أبي اللیث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراھیم السّمرقندي، انظر في: "کشف الظنون"، ٢/ ١٦٣٦، و ھذا الکتاب مطبوع.)("مختلف الروایۃ"، کتاب الصوم، باب جوابات مالک، برقم: ٤٤٥، ٢/ ٧٠٩ و فیہ : «و إن اختلف المشائخ».

٥٢- و قال الکاساني : و الإتباع المکروہ عند أبي حنیفۃ ھو أن یصوم یوم الفطر و یصوم بعدہ خمسۃ أیام، و أما إذا أفطر یوم العید ثم صامَ، فلیس بمکروہ، بل مستحب و سنۃ. (بدئع الصنائع، کتاب الصوم، فصل في شرائطھا، ٢/ ٥٦٢.)("الحقائق شرح منظومۃ النسفي"، کتاب الصوم ، ق ٢٦٣/ أ.

٥٣- ھو الإمام أبو المحاسن الحسن بن منصور فخر الدّین المعروف بـ "قاضي خان" الأُوزجندي الفرغاني الحنفي، من مؤلّفاتہ: "الأمالي في الفقہ" ، "الواقعات في الفروع" ، "الفتاوي الخانیۃ" و غیر ذالک، انظر ترجمتہ في: "تاج التراجم"، (الترجمۃ: ٨٧)، صـ ١٥١ ، "الفوائد البھیۃ"، صـ ٦٤.

٥٤- "فتاوي قاضي خان"، کتاب الصوم، الفصل الرّابع: فیما یکرہ للصّائم و لا یکرہ، ١/ ٩٩.

١٠ ــ و قال الإمامُ الزّوزنیُّ السّدیدیُّ [٥٥]: «صومُ السِّتِّ من شوال عندنا لا یکرہ، و اختلف مشایخُنا فیہ ، فقال بعضُھم : الأفضلُ أن یأتیَ بصیام ستَّۃِ أیام مُتَفَرِّقات فی الحَول، و قال بعضُھم : فی شوال». [٥٦]

١/١١ ــ قال فی "**المحیط**" [٥٧]: «قال أبو یوسف : یکرہ أن یوصلَ برمضانَ صومَ ستٍّ من شوال، و ھو قولُ مالکٍ، و الأصحُّ

٥٥- ھو الإمام الفقیہ عبد الرحیم بن عبد العزیز بن محمود بن محمد السَّدیدي، الزَّوزني الحنفي المعروف بـ "عماد الإسلام"، من مؤلّفاتہ: "نصاب الذّرائع إلی تعلیم الشّرائع" ، "ملاک الإفادات في شرح منتخب الزّیادات"، انظر ترجمتہ في: "تاج التراجم"، (الترجمۃ: ١٣٩)، صـ ١٨٧ ، "الجواھر المضیۃ" رقم: ٧٥٠، صـ ٢٠٣.

٥٦- "ملتقي البحار من منتقي الأخبار"، کتاب الصّوم، ق ٢٤٦/ ب

٥٧- في فقہ الحنفيّ محیطان مشھوران: "المحیط البرھاني" : لبرھان الدّین محمود بن تاج الدّین أحمد بن الصدر الکبیر برھان الدّین عبد العزیز بن عمر بن مازہ (ت ٦١٦ھ) انظر في : "الفوائد البھیۃ"، صـ ٢٠٥ ،
و "المحیط السّرخسي" یقال لہ أیضاً "المحیط الرّضوي" للإمام محمد بن محمد بن محمد الملقّب بـ "رضي الدین" السرخسي (ت ٥٤٤ھ) انظر في : "الفوائد البھیۃ"، صـ ٢٠٦ ،
و ذکر اللکنويُّ في "الفوائد البھیۃ" کلاماً طویلاً و ھاماً حول "المحیطین"، ینبغي الرّجوع إلیہ. انظر في : "الفوائد البھیۃ"، صـ ١٨٨،
و الذي یعنینا ھو الوقوف علی مرادہ الحنفیۃ من "المحیط" عند إطلاقہ؛ من غیر تقییدٍ بالبرھاني أو السرخسيّ، ھل المقصود "المحیط البرھاني" أو "محیط السرخسيّ"؟ ذکر اللکنويُّ: أنّ ھذا محل اختلاف، فبعضھم یری أنّ المحیط إذا أطلق یراد بہ "محیط السرخسيّ" و یری البعض الآخر أنّ المحیط إذا أطلق في الکُتب المتداولۃ فالمراد بہ" المحیط البرھانيّ". انظر في : "الفوائد البھیۃ"، صـ ١٩١ ،

أنّه لا بأسَ به. لأنَّ الكراهةَ إنّما كانت خوفاً من أن يُعدَّ ذالک من رمضانَ فيكون تشبُّهاً بالنّصارى، و اليومَ زال ذالک المعنى فلا يكره، و نحوه فى **"الذّخيرة"**». [(٥٨)]

١١/ ٢ ــ و قال فى **"الينابيع"** [(٥٩)]: «و لا يكره صوم السِّتَّةِ المُتَتابِعة عقبَ الفطر، و قيل يكره، و الأوّلُ أصحُّ». [(٦٠)]

١١/ ٣ ــ و ذكر فى **"عمد المفتى"** [(٦١)] أنّه قيل : «الصّحيحُ أنّه إذا صامَ مُتَتابعاً و لم يجعل اليومَ الثّانى عيداً لا يكره، و إلا فهو مكروهٌ. و به نأخذُ».

لكن المراد ههنا من "المحيط" به "محيط السرخسيّ"! لم أعثر على طبعه، و نسخته المصوّرة موجودة في "المكتبة" لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٥٨- "المحيط للسّرخسي"، كتاب الصوم، باب الأوقات التي يكره فيها الصوم، ص ١٨٢، مخطوط مصوّر

٥٩- إسمه الكامل "الينابيع الأحكام في معرفة الحلال و الحرام" للإمام أبي عبد الله محمد بن محمد بن محمد زنكي الإسفراييني الشّافعي (ت ٧٨٤هـ)، جمع فيه المذاهب الأربعة مع الأدلّة، و استخدم فيه الرّموز. انظر في: "كشف الظنون"، ٢/ ٢٠٥٠. و لم أعثر علىٰ طبعه.

٦٠- لم أعثر عليها في نسخة "الينابيع" التي بين أيدينا! لعلّه منه المراد "الينابيع في معرفة الأصول و التّفاريع" من شروحات "القدوري"، للإمام رشيد الدين أبي عبد الله محمود بن رمضان الرّومي المتوفىٰ سنة (٧٦٩ هـ)، انظر في : "كشف الظنون"، ٢/ ١٦٣٢، و لم أعثر علىٰ طبعه. و الله تعالىٰ أعلم.

٦١- إسمه الكامل "عمدة المفتي و المستفتي" للإمام حسام الدّين عمر بن عبد العزيز بن مازه البخاريّ الحنفيّ (ت ٥٣٦هـ). انظر في: "ذيل كشف الظنون"، ٢/ ١٢٤، و لم أعثر على طبعه.

١١/ ٤ ــ و قال المرغينانيُّ : «المرغوباتُ صومُ المحرم و رجبَ و شعبانَ و ستّةِ أيامٍ من شوال مُتَتابعاً. و قيل : يُستحبُّ متفرّقةً فى الأُسبُوع يومان». [(٦٢)]

١١/ ٥- و قال صاحب [(٦٣)]، **"المبتغى"** [(٦٤)] «يكره صومُ السِّتِّ من شوال عند أبى يوسفَ، و الأصحُّ أنّه لا بأسَ به، والأفضلُ تفريقُها فى الحول، و قيل : فى شوال يوزع عليه».

٦٢- "الغاية شرح الهداية" للسّروجي، كتاب الصوم، فصل في فضائل صوم التّطوّع و الأوقات التي يندب إلى صومها و التي يكره فيها، ٥/ ق ٣٢٥/ ب) (و في نسخةٍ: و قال القسطلانيُّ فى "مواهب الرحمان" «و علماؤنا و الشافعى لم يكرهوا إتباع عيد الفطر بستّ من شوال، لقوله ﷺ: **مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَ أَتبَعَهُ سِتّاً مِنْ شَوَالَ كَان كصِيامِ الدَّهْر**. رواهُ مسلمٌ و أبوداؤدَ. و كره مالكٌ، و هو روايةٌ عن أبى حنيفة و أبى يوسف، لاشتماله على التَّشبُّه بأهل الكتاب فى الزِّيادة على المفروض، و التَّشبُّه بهم مُنهيٌّ عنه. و عامّةُ المُتأخّرين لم يروا به بأساً، و اختلفوا فيما بينهم فى الأَفضلِ فقيل :الأَفضلُ وصلُهما بيوم الفطر لظاهر قوله (ﷺ): **ثُمَّ أَتبَعَهُ سِتّاً**. و قيل : تفريقُها مستحبٌّ». (و هى نصّ تعليقة ممّن بعد المؤلف). لأنّ القسطلانى بعد زمنه. هكذا ذكره المحقّق الدكتور عبد الستار أبو غده فى تحقيقه

٦٣- هو الشيخ عيسى بن محمد بن إينانج القِرْشَهْري الحنفي الرومي، توفّي بعد سنة (٧٣٤ هـ). انظر في: "الأعلام"، ٥/ ١٠٨.

٦٤- فرغ منها المصنّف سنة (٧٣٤هـ)، وهو في العبادات والسير والكسب والكراهة والإيمان والصيد والإجارة والبيع والطلاق ، ختم كل باب بأحاديث من الصّحيحين وغيرهما بالرّموز. انظر: "كشف الظنون"، ٢/ ١٥٧٩. لم أعثر على طبعه.

١١/ ٦ ــ و قال الإمام أبو بكر إسماعيلى [٦٥] و الفقيه محمد بن حامد : «التَّتابُع فى الأفضل، للأخبار». [٦٦]

١١/ ٧ ــ و قال فى **"الذخيرة"** : قال أبو يوسف : «كانوا يكرهون أن يتبعوا رمضانَ صياماً، خوفاً من أن يلحُقَ بالفريضة، أراد به صومَ السِّتِّ. قال : هذا اللَّفظةُ تدلُّ على الكراهة فى حقِّ العوامِ، لا فى حقِّ أهلِ العلمِ». [٦٧]

ثم نقل ما تقدّم.

١١/ ٨ ــ و قال فى **"الوافى"** [٦٨] و **"الكافى"** [٦٩] و **"المصفى"** [٧٠]: «يَكرهُ عند مالكٍ، و عندنا : لا يَكرهُ».

---

٦٥ - هو أحمد بن إبراهيم بن إسماعيل، محدّث، فقيه، شافعي، له "الصّحيح المستخرج على البخاري". انظر في: "معجم المؤلفين"،

٦٦ - "الغاية شرح الهداية" للسّروجي، كتاب الصوم، فصل في فضائل صوم التّطوّع و الأوقات التي يندب إلى صومها و التي يكره فيها، ٥/ ق ٣٢٥/ ب

٦٧ - "الغاية شرح الهداية" للسّروجي، كتاب الصوم، فصل في فضائل صوم التّطوّع و الاوقات التي يندب الى صومها و التي يكره فيها، ٥/ ق ٣٢٥/ ب

٦٨ - إسمه الكامل "الوافي في الفروع" لأبي البركات عبد الله بن أحمد حافظ الدّين النّسفي الحنفي(ت ٧١٠ هـ)، و هو ک "الهداية" ، و هو كتابٌ مفيدٌ معتبرٌ. انظر في: "كشف الظنون"، ٢/ ١٩٩٧، لم أعثر علىٰ طبعه.

٦٩ - هو شرح "الوافي" ، للمؤلف نفسه أبي البركات النسفيّ أيضاً. انظر في: "كشف الظنون"، ٢/ ١٩٩٧، لم أعثر علىٰ طبعه، و نسخته المصوّرة موجودةٌ في "المكتبة" لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي. ("الكافي"، كتاب الصّوم، باب ما يوجب القضاء و الكفّارة، ١/ ق ٢٠٨/ ب

٧٠ - هو شرح "المنظومة النّسفية" في الخلاف، شرح حافظ الدين عبد الله بن أحمد النسفي شرحاً بسيطاً سمّاه "المستصفى" ثم اختصره وسمّاه "المصفى" كما ذكره في آخر شرحه المسمى بـ "المصفى". انظر في: "كشف الظنون"، ٢/ ١٨٦٧. و لم أعثر على طبعته.

١١/ ٩ ــ و قال فى **"الغاية"** : «عامّةُ المتأخّرين لم يروا به بأساً. و اختلفوا : هل الأفضلُ التَّفريقُ أو التَّتابُع؟» [٧١]

و الزّوزّنىُّ السّديدىُّ كانت وفاتُه فى رجب سنة (٧١٠هـ) عشر و سبع مائة.

١٢ ــ و قال صاحب [٧٢] **"مجمع البحرين"** [٧٣]: «و لم يكرهوا اتباع الفطر بستٍّ من شوال». [٧٤]

وكانت وفاتُه سنة (٦٩٤هـ) أربع و تسعين و ستمائة.

---

٧١ - "الغاية شرح الهداية" للسّروجي، كتاب الصوم، فصل في فضائل صوم التّطوّع و الأوقات التي يندب إلى صومها و التي يكره فيها، ٥/ ق ٣٢٥/ ب

٧٢ - هو مظفر الدين أحمد بن علي بن تغلب بن أبي الضّياء البغدادي البعلبكي الأصل المعروف بـ"ابن الساعاتي" الحنفي ، سكن بغداد ونشأ بها ،كان إماماً كبيراً ، عالماً علامةً ، متقناً مفنناً بارعاً فصيحاً بليغاً قوي الذكاء، من مؤلّفاته : "بديع النّظام الجامع بين كتابي البزدوي والأحكام" ، "نهاية الوصول إلى علم الأصول"، انظر ترجمته في: "تاج التراجم"، (الترجمة: ١٦)، صـ ٩٥ا الجواهر المضية، (الترجمة: ١٤٤)، صـ ٥٦.

٧٣ - إسمه الكامل "مجمع البحرين و ملتقي النّيّرين"، جمع فيه : مسائل "القدوري" و "المنظومة" مع زيادات ورتّبه : فأحسن ترتيبه وأبدع في اختصاره، ويذكر في آخر كل كتاب منه ما شذ عنه من المسائل المتعلقة بذلك الكتاب، انظر في: "كشف الظنون"، ٢/ ١٦٠٠ ، و هذا الكتاب مطبوع

٧٤ - مجمع البحرين، كتاب الصوم، فصل فيما يجب القضاء و ما لا يجب و فيما يكره للصائم فعله، ص ٢١٠.

١٣ ـــ و قال خاتمةُ المتأخِّرين العلامةُ أكملُ الدين [٧٥] فى **"شرح المشارق"** [٧٦]: «و قد اختلفَ العلماءُ فى صفةِ هذا الصَّوم: فذَهبَ مالكٌ إلىٰ أنَّه إذا كان مُتَتابعاً يكره.، و ذَهبَ الأَكثرون إلىٰ عدمِ كراهتِه، عمَلاً بظاهرِ الحديث. و إذا كان مُتَفرِّقاً فى شوال، فهو أَبعدُ عن الكراهة و التّشبُّهِ بالنَّصارى». [٧٧]

و كانت وفاتُه فى رمضانَ سنة (٧٨٦هـ) ست و ثمانين و سبع مائة.

هذا ما حَضَرَنى الآنَ مِن منصُوصاتِ كُتُب عُلَمائِنا. و به تَبَيَّنَ أنَّ أحداً ممّن تقدَّمَ هذا القائلَ لم يقل أنَّ الكراهةَ مطلقاً أصحُّ. [٧٨]

٧٥- هو الإمام أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمود أكمل الدّين البابرتي، الحنفي، ولد سنة (٧١٢ هـ) لم تر الأعين في وقته في مثله، كان بارعاً في الحديث و العلوم، من مؤلفاته: "تفسير القرآن" ، "الإرشاد شرح فقه الأكبر" ، "العناية" شرح "الهداية"، انظر ترجمته في: "تاج التراجم"، رقم الترجمة : ٢٥٨، صـ ٢٧٦أ

٧٦- إسمه الكامل "تحفة الأبرار شرح مشارق الأنوار" انظر في: "كشف الظنون"، ٢/ ١٦٨٩ ، و لم أعثر على طبعته، و نسخته المصوّرة موجودة في "المكتبة" لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٧٧- "تحفة الأبرار فى شرح مشارق الأنوار"، حرف الميم، ق ٢٩/ أ

٧٨- و قد اختار المؤلّف العلّامة قاسم الحنفي نصوصاً لفقهاء الحنفيّة قبل العلّامة التّبّانيّ، و هي تمثل أهم كتبهم في عصر المؤلّف و أوثقها، و لدي من مراجعة عدد من الكُتب الفقهيّة بعد عصر المؤلّف تبيّن أنها لم تخرج عمّا أورده من نصوص فلم أجد داعياً لسردها.

و قد رأيت أن أشير ألىٰ كلام العلّامة كمال الدّين محمد بن عبد الواحد ابن الهمام الحنفي (ت ٨٦١ هـ) و هو شيخ المؤلّف، فقد قال : صوم ستّة من شوّال، عن أبي حنيفة و أبي يوسف كراهةٌ، و عامةُ المشائخ لم يرو به بأساً، و

[ردّ دعوى نسخِ رمضانَ لصوم السِّتِّ من شوال]

و أمّا الكلامُ الذى لا فائدةَ له فى هذا المَحلِّ فقولُه : «نسخ رمضانُ كلَّ صومٍ..... » إلىٰ آخره. وقولُه : «و هذا وظيفةُ الجُهّالِ» ليس من كلام مالكٍ، و إنما هو أوّل كلام نفسه. و هو كلامٌ مردودٌ. عليه، شاهدٌ عليه بما لا يخفىٰ.

[اثباتُ استحبابِ صوم السِّتِّ من شوال عند أهلِ العلمِ]

فقد قال فى **"المغنى"** [٧٩] و **"الغاية"** [٨٠]: أنّ الصَّومَ مستحبٌّ عند كثيرٍ من أهل العلم، رُوى ذالك عن كعب الأحبار، و الشَّعبى، و ميمُون بن مهران. و به قال عبد اللهُ بنُ المبارک، والإمام الشَّافعىّ، و الإمام أحمدُ بنُ حنبلٍ، و اسحاقُ بنُ راهويه، و مِن عدَدنَاه من

اختلفوا فقيل: الأفضل وصلها بيوم الفطر، و قيل: تفريقا في الشّهر، وجه الجواز: أنه قد وقع الفصل بيوم الفطر فلم يلزم التّشبُّه بأهل الكتاب. و وجه الكراهة: أنّه قد يفضي إلىٰ اعتقاد لزومها من العوام لكثرة المداومة، و لذا سمعنا من يقول يوم الفطر: نحن إلىٰ الآن لم يأت عيدنا، أو نحوه، فأمّا عند الأمن من ذالک فلا باس، لورود الحديث به. "فتح القدير"، كتاب الصّوم،باب ما يوجب القضاء و الكفارة، ٢/ ٣٥٥.

٧٩- اسمه الكامل "المغني في الفروع" للإمام أبي محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة الجماعيلي المقدسي ثم الدّمشقي الحنبلي، الشّهير بـ "ابن قدامة" المقدسي توفى سنة (٦٢٠هـ)، انظر في: كشف الظنون، ٢/ ١٧٥١. و هذا الكتاب مطبوع.) (المغني لابن قدامة، كتاب الصوم، مسالة : قال و من شهر رمضان و أتبعه بست من شوال ....إلخ، ٤/ ٤٣٨- ٤٣٩.

٨٠- "الغاية شرح الهداية" للسّروجي، كتاب الصوم، فصل : في فضائل صوم التّطوع و الأوقات التي يندب إلى صومها و التي و يكره فيها، ٥/ ق ٣٢٥/ ب.

عُلَمائِنا. فكعبُ الأحبار : تابَعىٌ كبيرٌ جليلٌ، رَوَىٰ عن عمر بن الخطّاب رضى الله عنه و جماعة من الصحابة رضوان الله عليهم.

و الشُّعبى : أَدرَک خمسَ مائة صَحَابِيٍّ، و سَمِعَ من ثمانية و أربعينَ منهم.

و ميمونُ بنُ مهران : تابعىٌ أيضاً، و هو قاضى عمرُ بن عبد العزيز على الجَزيرَةِ.

و مَن بعدَهم من الأَئمَّة المذكورين مشهور علمُهم و اجتِهادُهم»

[الرّدُّ علىٰ ادّعاء أنَّ حديثَ صومِ السِّتِّ من شوال موضوعٌ]

و قولُه : «و كلُّ حديثٍ فيه فهو موضوعٌ» دعوى كاذبة [٨١]، فقد قال الإمام أحمدُ بن حنبلٍ : «هُو مِن ثلاثةِ أوجهٍ عن النّبىِّ ﷺ، يريدُ به أنَّه رَوَىٰ من حديثِ أَبى أَيوبَ، و مِن حديثِ ثوبانَ، و مِن حديثِ جابرٍ».

[ثبوتُ حديثِ صومِ السِّتِّ من شوال من طريق أبى أيُّوبَ]

١ـ فحديثُ أبى أيّوبَ : رواهُ مسلمٌ فى "صحيحه" [٨٢]، و التّرمذىُّ [٨٣]، و قال : حَسَنٌ، و أبو داؤدَ [٨٤]، و ابنُ ماجةَ [٨٥]،

---

٨١ - و المقصود غير صحيحة، و التعبير بالكذب لبيان عدم صحة القول أسلوب معورف في اللّغة.

٨٢ - صحيح مسلم، كتاب الصيام، باب استحباب صوم ستّة أيام من شوال اتباعاً لرمضان، برقم: ٢٧٢٨، صـ ٥٢٦.

٨٣ - "سنن التّرمذي"، كتاب الصّوم، باب ما جاء في ستّة أيام من شوال، برقم: ٧٥٩، ١/ ٥٣٨.

٨٤ - "سنن أبي داؤد"، كتاب الصّوم، باب في صوم ستّة ايام من شوال، برقم: ٢٤٣٣، ٢/ ٥٦٤.

٨٥ - سنن ابن ماجة، كتاب الصّيام، باب صيام ستّة أيام من شوال، برقم: ١٧١٦، ٢/ ٣٤٨

قال: قال رسول الله ﷺ : «**مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَ أَتبَعَهُ سِتّاً مِنْ شَوَّال كَانَ كَصِيامِ الدَّهْرِ**» [٨٦]

---

٨٦ - أخرجه الإمام أحمد بن حنبل في "مسنده"، برقم: ٢٣٥٣٣، ٣٨/ ٥١٤، و برقم: ٢٣٥٦١، ٣٨/ ٥٤٠ ، أيضاً أخرجه البيهقي في "سنن الكبرى"، كتاب الصّوم ، باب صوم ستّة أيام من شوال، برقم: ٨٤٣١، ٤/ ٤٨٣ ، و في "سنن الصغرى"، كتاب الصّوم، باب صوم ستّة أيام من شوال، برقم: ١٤٤٣، ١/ ٤٥٤ ، و في "معرفة السّنن و الآثار"، كتاب الصّوم ، باب صوم ستّة أيام من شوال، برقم: برقم: ٢٦٢١، ٣/ ٤٤٩، و فيهم: «**فَذَاکَ صِيامُ الدَّهْرِ**»، أيضاً أخرجه الطبراني في "معجم الكبير"، برقم: ٣٩٠٨، ٤/ ١٣٥ ، و في "معجم الصّغير"، برقم: ٦٦٤، ١/ ٤٢٤ ، و أيضاً أخرجه أبو عوانة في "مستخرجه"، كتاب الصّيام، باب بيان ثواب من صام رمضان، و فضيلة صومه اذا اتبع بصوم ستة ايام من شوال، برقم: ٢١٧٦، ٢/ ٢٠ ، أيضاً أخرجه الهيثم بن كليب الشّاشي في "مسنده"، برقم: ١١٤٢، ٣/ ٨٤ ، و فيه: «**فَقَدْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ**»، و أيضاً أخرجه عبد الرّزاق في "مصنَّفه"، كتاب الصّوم ، باب صوم السّتّة التي بعد رمضان، برقم: (٢١٥٧)- ٧٩٤٨، ٤/٢٤٤ ، و أيضاً أخرجه ابن أبي شيبة في "مصنَّفه"، كتاب الصّوم، ما قالوا في صيام ستّة أيام من شوال بعد رمضان، برقم: ٩٨١٦، ٦/ ٣٢١ ، و فيه: « **فَقَدْ صَامَ الدَّهْرَ ، أو فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ** »، و أيضاً أخرجه البغوي في "شرح السّنة"، كتاب الصّيام ، باب صوم ستّة من شوال، برقم: ١٧٧٤، ٣/ ٥١٣ ، و أيضاً أخرجه الحافظ عبد بن حميد في "مسنده"، حديث أبي أيوب الأنصاري، برقم: ٢٢٨، صـ ١٠٤، و أيضاً أخرجه عبد الله بن عبدالرحمٰن الدّارمي في "سننه"، كتاب الصّوم ، باب صيام السّتّة من شوال، برقم: ١٧٥٤، ٢/ ٢٠ ، أيضاً أخرجه الحميدي في "مسنده"، أحاديث أبي أيوب الأنصاري، برقم: ٣٨٠، ٣٨١، ٣٨٢، ١/ ١٨٨– ١٨٩ ، و أيضاً أخرجه ابن حبان في "صحيحه"، كتاب الصّوم ، باب صوم التّطوّع، ذكر كتبة الله صيام الدّهر

و قد أغنَى تصحيحُ مسلمٍ و تحسينُ التِّرمذيِّ عن إبداءِ السَّندِ.

[ثبوتُ حديثِ صومِ السِّتِّ من شوال مِن طريقِ ثوبانَ]

٢۔ و حديثُ ثوبانَ : رواهُ أبو داؤدَ(٨٧)، و التِّرمذيُّ (٨٨)، و النَّسائیُّ (٨٩)، عن الرّبيعِ بن سليمانَ، عن يحيى بن حسَّان، عن يحيى بن حمزةَ، عن يحيى بن الحارِثِ، عن أَبى أَسماءِ الرَّحبى، عن ثوبانَ.

و ابنُ ماجةَ (٩٠) عن هشامِ بن عمَّار، عن صدقةَ بنِ خالدٍ، عن يَحيى بن الحارِث، عن أبى أسماءِ، عن ثوبانَ.

و عن محمودِ بن خالدٍ، عن محمدٍ بن شعيبٍ بن سابور، عن يحيى بن الحارث، عن أبي أسماء الرّحبي، عن ثوبان.

لمعقب رمضان بستّ من شوال، برقم: ٣٦٢٦، ٥/ ٢٥٧ ، و أيضاً أخرجه ابن خزيمة في "صحيحه"، كتاب الصّوم ، جماع أبواب صوم التّطوّع، باب فضل اتباع صيام رمضان بصيام ستّة أيام من شوال، برقم: ٢١١٤، ٢/ ١٠١٤.

٨٧ - لم أقف على الحديث بهذا الألفاظ في "سنن أبي داؤد"، و الله تعالىٰ أعلم.

٨٨ - سُنَن التّرمذي، كتاب الصّوم، باب ما جاء في صيام ستّة أيام من شوال، برقم: ٧٥٩، ١/ ٥٣٨.

٨٩ - "سُنَن الكبرى" للنّسائي، كتاب الصيام، باب صيام ستّة أيام من شوال، برقم: ٢٨٤٠، ٢/ ١٦٢- ١٦٣ و فيه : «**صِيامُ شَهْرِ رَمْضَانَ بِعَشْرَةِ اَشْهُرٍ وَ صِيَامُ سِتَّةِ أَيَامٍ بِشَهْرَينِ فَذَالِکَ صِيَامُ سَنَةٍ**».

٩٠ - "سُنَن ابن ماجه"، كتاب الصّيام، باب صيام ستة أيام من شوال، برقم : ١٧١٠، ٢/ ٣٤٧۔ ٣٤٨ بلفظ: «**مَنْ صَامَ سِتَّةَ أَيامٍ بَعْدَ الفِطْرِ كَانَ تَمامُ السَّنَةِ (مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا)** »و قال السّنديُّ رحمه الله تعالىٰ: كان تمام السّنة : أى :كان صومه ذالک صوم تمام الّسنة

و الطّبرانیُّ (٩١)عن المِقدام بنِ داؤدَ، عن أسدِ بنِ مُوسى، حدَّثنا الوليدُ بنُ مُسلمٍ، حدَّثنا ثورُ بنُ يزيد، عن يَحيى بنِ الحارِثِ، عن أبى أسماءِ، عن ثوبانَ.

عن النّبيِّ ﷺ قال : «**مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ أتبَعَهُ بِسِتٍّ مِنْ شَوَال ، فَإِنَّ ذَالِکَ صِيَامُ سَنَةٍ**». (٩٢)

و رواهُ سعيدُ بنُ منصورٍ : «**مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، شَهْرٌ بِعَشْرَةِ أَشْهُرٍ، وَ صَامَ سِتَّةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الفِطْرِ ذَالِکَ إِتْمَامُ السَّنَةِ**». (٩٣)

و يَحيى بنُ الحارِثِ و أبو أسماءِ الرّحبىّ شرط الصّحيح.

---

٩١ - "المعجم الكبير"، برقم: ١٤٥١، ٢/ ١٠٢.

٩٢ - أخرجه الأمام أحمد بن حنبل في "مسنده"، برقم: ٢٢٤١٢، ٣٧/ ٩٤ ، و أيضاً أخرجه ابن حبان في "صحيحه"، كتاب الصّيام، ذكر الخبر المدحض قول من زعم أنّ هذا الخبر ....إلخ، برقم: ٣٦٢٧، ٥/ ٢٥٨ ، و أيضاً أخرجه ابن خزيمة في "صحيحه"، باب ذكر الدليل علىٰ أنّ النبيّ ﷺ إنّما أعلم أنّ صيام رمضان و ستّة أيام من شوال....إلخ، برقم: ٢١١٥، ٢/ ١٠١٤ ، و أيضاً أخرجه البزّار في "مسنده"، برقم: ٤١٧٨، ١٠، ١١٤ ، و أيضاً أخرجه عبد الله بن عبدالرحمٰن الدّارمي في "سننه"، كتاب الصّوم ، باب صيام السّتّة من شوال، برقم: ١٧٥٥، ٢/ ٢٠ ، و أيضاً أخرجه الطّحاوي في "شرح مشكل الآثار"، برقم: ٢٣٤٨، ٦/ ١٢٥ ، و برقم: ٢٣٤٩، ٦/ ١٢٦ ، و البيهقي في "شعب الإيمان"، برقم: ٣٤٦٠، ٥/ ٣٠٠ ، و ايضاً الرّوياني في "مسنده"، برقم: ٦١٤، ١/ ٤١٢ ، و فيهم: «**صِيَامُ شَهْرٍ بِعَشْرَةِ أَشْهُرٍ، وَ سِتَّةِ أَيَّام بَعْدَهُنَّ بِشَهْرَينِ فَذَالِکَ تَمَامُ السَّنَةِ، يَعْنِيْ: شَهْرُ رَمَضَانَ، وَ سِتَّةُ أَيَّامٍ بَعْدَهُ**». و ايضاً أخرجه الطّبراني في "مسند الشّاميّين"، برقم: ٤٨٥، ١/ ٢٧٨ ، و برقم: ٨٩٨، ٢/ ٤٨

٩٣ - لم أقف على الحديث بهذا الألفاظ في "سُنَن سعيد بن منصور"، و الله تعالىٰ أعلم، و أخرجه الإمام أحمد بن حنبل في "مسنده"، برقم: ٢٢٤١٢، ٣٧/ ٩٤ بهذا الألفاظ، و أيضاً أخرجه الطّبراني في "مسند الشّاميّين"، برقم: ٩٠٣، ٢/ ٥٠

[ثبوتُ حديثِ صومِ السِّتِّ من طريقِ جابرٍ]

۳ ـ و حديثُ جابرٍ: رواهُ الإمام أحمدُ [۹٤] من طريقِ عمرو بن جابر الحضرمى، عن جابر بن عبد الله رضى الله عنهما، أنَّ رَسولَ الله ﷺ قَالَ : «**مَنْ صَامَ رَمَضَانَ، وَ سِتَّةٍ مِنْ شَوَال، فَكَأَنَّمَا صَامَ السَّنَةَ كُلَّهَا**». [۹٥]

و عمرو بن جابرٍ تُكُلِّمَ فيه، لكن المعنى ثابتٌ بنصِّ الكتاب.

قال القاضى أبو بكر بن العربى [۹٦] فى كتاب "**العارضة**" [۹۷]: «من صام رمضان و ستَّةَ أيام بعد الفطر له صوم الدَّهر قطعاً بالقرآن

۹٤- "المسند" للإمام أحمد بن حنبل، برقم: ۱٤۳۰۲، ۲۲/ ۲۰٦ ، و برقم: ۱٤٤۷۷، ۲۲/ ۳٦٤ ، و برقم: ۱٤۷۱۰، ۲۳/ ٥۹.

۹٥- أخرجه البيهقي في "سُنَن الكبرىٰ"، كتاب الصّوم، باب فضل صوم ستّة أيام من شوال، برقم : ۸٤۳۲، ٤/ ٤۸۳ ، و في "شعب الإيمان"، برقم: ۳٤٥۹، ٥/ ۲۹۹ ، و أيضاً أخرجه الطّبراني في "معجم الأوسط"، من اسمه بكر، برقم: ۳۱۹۲، ۲/ ۲٥٤ ، و برقم: ٤٦٤۲، ۳/ ۲۹۷ ، أيضاً أخرجه نو ر الدّين الهيثمي في "بغية الباحث من مسند الحارث"، كتاب الصّوم، باب صيام ستّة أيام من شوال، برقم: ۳۳٤، ۱/ ٤۲۰ ، و أيضاً أخرجه الطّحاوي في "شرح مشكل الآثار"، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله ﷺ من قوله: من صام رمضان و أتبعه ستاً من شوال....إلخ، برقم: ۲۳٥۰، ٦/ ۱۲٦ ، و أيضاً أخرجه الحميدي في "مسنده"، من مسند جابر بن عبد الله، برقم: ۱۱۱٦، صــ ۳۳٦.

۹٦- هو الإمام الحافظ أبو بكر محمد بن عبد الله بن محمد بن عبد الله بن أحمد المعروف بـ "ابن العربي" المعافري، الأندلسي الإشبيلي، المالكي توفّى سنة (٥٤۳ هـ)، من مؤلفاته: انظر ترجمته في: "سير أعلام النبلاء"،

۹۷- إسمه الكامل "العارضة الأحوذي في شرح صحيح الترمذي" ، انظر في: "كشف الظنون"، ۱/ ٥٥۹. و هذا الشرح مطبوع متداول.

﴿**مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا**﴾ [۹۸] شهر بشهرة و ستّة أيام بشهرين، فهذا صومُ الدَّهر». [۹۹]

[الجوابُ عن شُبهتَى التَّسويةِ بصومِ رمضانَ، و التَّشبيهُ بصومِ الدَّهرِ المُنهِيِّ عنه]

و فى هذا سُؤالانِ مَشهورانِ :

[شُبهةُ التَّسويةِ بصومِ رمضانَ] :

أحدُهما : عند الإمام الطَّحاوىِّ، فى "مشكل الآثار" [۱۰۰] قال: «وقد قال قائلٌ : إنَّ مثلَ هذا لا يَنبغى أن يُقبلَ، لِمَا فيه من أنَّ صومَ غيرِ رمضانَ يعدلُ صومَ رمضانَ». و لا خلافَ فى أنَّه لا صومَ أفضلُ من صومِ رمضانَ.

فالجواب عن ذالک:

أنَّ لصومِ رمضانَ فَضيلةٌ كما ذُكِرَ. من ذالک ما رُوِي أنَّ رسولَ الله ﷺ قال : «**مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ**». [۱۰۱]

۹۸- سورة الأنعام، الآية: ۱٦۰

۹۹- "العارضة الأحوذي"، كتاب الصوم، باب شهر الله الحرام، ۳/ ۲۲۸ –۲۲۹

۱۰۰- "شرح مشكل الآثار"، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله ﷺ من قوله: من صام رمضان و أتبعه ستاً من شوال....إلخ، ٦/ ۱۲٦.

۱۰۱- أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب الإيمان، باب صوم رمضان احتساباً من الإيمان، برقم: ۳۸، ۱/ ۱۷ ، و كتاب فضل ليلة القدر، برقم: ۲۰۱٤، ۱/ ٤۹٦ ، و أيضاً أخرجه مسلم في "صحيحه"، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب التّرغيب في قيام رمضان و هو التّراويح، برقم: ۱۷۳۱، صــ ۳٤۱ ، و أيضاً اخرجه الإمام أحمد بن حنبل في "مسنده"، برقم:

و رُوِي : «**مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ**». [١٠٢]

٧١٧٠، ١٢/ ٩١ ، و أيضاً أخرجه ابن ماجة في "سُننه"، كتاب الصيام، باب ما جاء في فضل شهر رمضان، برقم: ١٦٤١، ٢/ ٣٠٧ ، و أيضاً أخرجه النّسائي في "سُنَنه"، كتاب الصيام، باب من قام رمضان و صامه إيماناً و احتساباً....إلخ، برقم: ٢١٩٩، و برقم: ٢٢٠٠، و برقم : ٢٢١٠، ٤/ ١٤٠ ، و أيضاً في "سُنَن الكبرى"، برقم: ٢٥١٤، و برقم: ٢٥١٥، ٢/ ٨٨ ، و أيضاً أخرجه أبو داؤد في "سُنَنه"، كتاب الصّلاة، باب تفريع أبواب شهر رمضان، باب في قيام شهر رمضان، برقم: ١٣٧٢، ٢/ ٧٠ ، و أيضاً أخرجه ابن أبي شيبة في "مصنَّفه"، كتاب الصيام، باب ما ذكر في فضل رمضان و ثوابه، برقم: ٨٩٦٧، ٦/ ٩٧ ، أيضاً أخرجه ابن حبان في "صحيحه"، كتاب الصوم، باب فضل رمضان، ذكر إثبات مغفرة الله جلّ و علا لصائم رمضان إيماناً و احتساباً، برقم: ٣٤٢٣، ٥/ ١٨٢ ، و أيضاً أخرجه أبو يعلىٰ في "مسنده"، مسند أبي هريرة، برقم: ٥٩٥٣، صـ ١٠٥٩ ، و برقم: ٥٩٩٠، صـ ١٠٦٣ ، أيضاً أخرجه البيهقي في "سُنَن الكبرى"، كتاب الصّوم، باب فضل شهر رمضان، برقم: ٨٥٠٦، ٤/ ٥٠١ .

١٠٢ - أخرجه البخاري في "صحيحه"، كتاب الإيمان، باب تطوّع قيام رمضان، برقم: ٣٧، ١/ ١٧ ، و كتاب صلاة التّراويح، باب فضل من قام رمضان، برقم: ٢٠٠٨، ١/ ٤٩٤ ، و برقم: ٢٠٠٩، ١/ ٤٩٤ ، و أيضاً أخرجه مسلم في "صحيحه"، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب التّرغيب في قيام رمضان و هو التّراويح، برقم: ١٧٢٩، و برقم: ١٧٣٠، صـ ٣٤١ ، و أيضاً أخرجه النّسائي في "سُنَنه"، كتاب الصيام، باب ثواب من قام رمضان و صامه إيماناً و احتساباً....إلخ، برقم: ٢١٩٠، و برقم: ٢١٩٢، و برقم : ٢١٩٣، و برقم: ٢١٩٤، و برقم: ٢١٩٥، و برقم: ٢١٩٦، و برقم: ٢١٩٧، و برقم: ٢١٩٨، ٤/ ١٥٧- ١٥٨-١٥٩- ١٦٠ ، و كتاب الصّيام، باب ذكر اختلاف يحيى بن أبي كثير و النّضر بن شيبان، برقم: ٢٢٠٢، ٤/ ١٦١ ، و أيضاً أخرجه أبو داؤد في "سُنَنه"، كتاب الصّلاة، باب تفريع أبواب شهر رمضان، باب في قيام شهر رمضان، برقم: ١٣٧١، ٢/ ٧٠ ، و أيضاً أخرجه ابن حبان في "صحيحه"، كتاب الصّوم، باب الاعتكاف و ليلة القدر، ذكر مغفرة الله

و رُوِي أيضاً : «**مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَ قَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ**». [١٠٣]

فحقيقةُ الحديثِ على الصِّيامِ و القيامِ. و الله أعلمُ.

ثُمَّ إذا كان صيامُ رمضانَ مفروضاً و قيامُه مَسنوناً و الله عزَّ وجلَّ يجودُ على عباده من الثَّوابِ على أداء الفريضةِ بما شاءَ فقد يكونُ الله عزَّ وجلَّ يُكفِّرُ عن صيامِ رمضانَ مع ذالک ما يكون منه فى بقيةِ عشرةِ أشهرٍ، و على صومِ ستَّةِ أيَّام من شَوال لتكونَ الحَسنةُ بعشرةِ أمثالِها، كما قال الله تعالىٰ فى كتابه [١٠٤]، فيكون ذالک مع ما جادَ به عزَّ وجلَّ لَمن يصومُ شهرَ رمضانَ كفَّارةً لِلسَّنَةِ كلِها. و بالله التَّوفيقُ.

[شُبهةُ التَّشبيهِ بصومِ الدَّهرِ المنهيِّ عنه] :

و الثّانى : أوردَه فى **"المغنى"** [١٠٥] و نقلَه فى **"الغاية"** [١٠٦] و هو : فإن قيلَ : لا دليلَ فى الحديثِ على فضيلتِها، لأنَّ النّبىَّ ﷺ شبَّهَ صيامَها بصيامِ الدَّهرِ و هو مكروهٌ.

جلّ و علا السّالف من ذنوب العبد....الخ، برقم: ٣٦٧٤، ٥/ ١٧٣ ، و أيضاً أخرجه البيهقي في "سُنَن الكبرى"، كتاب الصّيام، ثواب من قام رمضان و صامه إيماناً و احتساباً، برقم: ٢٥٠٧، و برقم: ٢٥٠٨، و برقم: ٢٥١١، و برقم: ٢٥١٢، ٢/ ٨٧– ٨٨.

١٠٣ - أخرجه الإمام أحمد بن حنبل في "مسنده"، برقم: ١٠٥٣٧، ١٦/ ٣١٧.

١٠٤ - أشار المؤلّف إلىٰ قوله تعالىٰ: ﴿**مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا**﴾ (سورة الأنعام، الآية: ١٦٠).

١٠٥ - "المغني" لابن قدامة، كتاب الصّوم، مسألة : قال و من شهر رمضان و أتبعه بست من شوال ....الخ، ٤/ ٤٣٨ –٤٣٩.

١٠٦ - "الغاية شرح الهداية" للسّروجي، كتاب الصّوم، فصل : في فضائل صوم التّطوّع، ٥/ ق ٣٢٥/ ب.

و الجواب : إنما كَرِهَ صومَ الدَّهر لِمَا فيه من الضُّعفِ، و التَّشبُّهِ بالتَّبتُّلِ، و لولا ذالک لکان فضلاً عظیماً، لاستغراقِه الزَّمانِ بالعِبادةِ و الطَّاعةِ. و المرادُ بالخبرِ التَّشبُّه به في حصولِ العِبادةِ علیٰ وجهٍ عَرِيٍّ عن المُشقَّةِ. کما قال علیه السَّلام : «**مَنْ صَامَ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ كَمَنْ صَامَ الدَّهْرَ**» (١٠٧)، ذكرَ ذالک حثّاً علیٰ صیامِها و بیانِ فضلِها، و لا خلافَ فی استحبابِها.

و نهی النَّبيُّ ﷺ عبد اللهَ بن عمرو عن قراءةِ القُرآنِ فی أقلِّ مِن ثلاثٍ. و قال ﷺ: «**مَنْ قَرَأَ ﴿قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ﴾ فَكَأَنَّمَا قَرَأَ ثُلُثَ الْقُرْآنِ** » (١٠٨)أرادَ التَّشبيهَ بثُلُثِ القُرآن فی الفَضلِ، لا فی کراهةِ الزِّیادةِ علیه.

١٠٧- أخرجه ابن ماجة في "سُنَنه"، كتاب الصّيام، باب ما جاء في ثلاثة أيام من كلّ شهر، برقم: ١٧٠٨، ٢/ ٣٤٣ ، و أيضاً أخرجه التّرمذي في "سُنَنه"، كتاب الصّوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة أيام من كلّ شهر، برقم: ٧٦٢، ١/ ٥٤٠ ، و أيضاً أخرجه النّسائي في "سُنَنه"، كتاب الصّيام، باب صوم ثلاثة أيام من كلّ شهر، ذكر الاختلاف علیٰ أبي عثمان في حديث أبي هريرة في ثلاثة أيام من كلّ شهر، برقم: ٢٤٠٥، ٤/ ٢٢٤ ، و أيضاً أخرجه الإمام أحمد بن حنبل في "مسنده"، برقم: ٢١٣٠١، ٣٥/ ٢٢٧.

١٠٨- أخرجه الإمام أحمد بن حنبل في "مسنده"، برقم: ٢١٢٧٥، ٣٥/ ١٩٧ ، و أيضاً أخرجه النّسائي في "سُنَنه"، كتاب عمل اليوم و اللّيلة، باب ما يستحبّ للإنسان أن يقرء كلّ ليلة، برقم: ١٠٥١٠، و برقم: ١٠٥٢١، و برقم: ١٠٥٢٢، ٦/ ١٧٢– ١٧٣ – ١٧٤ ، و أيضاً أخرجه ابن أبي شيبة في "مسنده"، برقم: ٧/ ٣٠ ، و أيضاً أخرجه الطّبراني في "المعجم الكبير"، برقم: ٨٦٦٩، ٩/ ١٣٦ ، و في "المعجم الأوسط"، من اسمه أحمد، برقم: ٧٣٣٦، ٥/ ٢٨٢ ، و في "المعجم الصّغير"، برقم: ١٦٥، ١/ ١٢٤.

[جوازُ تفريقِ صومِ السِّتِّ من شوال أو تَتَابُعِها بعدَ يومِ العيدِ]

قال صاحبُ "**المغنی**" (١٠٩): «إذا ثَبتَ هذا، فلا فرقَ بين كونِها مُتَتابعةً أو مُتفرِّقةً، و فی أوّلِ الشَّهرِ أو فی آخرِه، لأنَّ الحديثَ وَرَدَ مطلقاً من غيرِ تَقييدٍ. و لِأنَّ فضلَها لكونِها تَصيرُ مع الشَّهر ستّة و ثلاثين يوماً، و الحسنةُ بعَشرِ أمثالِها فيكونُ ذالک کثلاثِ مائةٍ و ستّينَ يوماً، و هي السَّنةُ كلِّها. فإذا وُجِد ذالک فی کلِّ سنةٍ صارَ کصِيامِ الدَّهرِ. و هذا المعنى يحصلُ مع التَّفريقِ. و الله أعلمُ.

[خاتمة التأليف]

و لَمَّا تَمَّ هذا سَمَّيتُه : "تحريرُ الأقوالِ فی صومِ السِّتِّ من شوال". و الله سبحانه و تعالیٰ أسألُ أن ينفعَ به و يُيَسَّرُ لَنا العملُ بما علَّمَ، إنّه سبحانه و تعالیٰ أكرم مسؤولٍ. و صلّى اللهُ علیٰ سيَّدِنا محمدٍ و آله و صحبه و سلَّمَ تسليماً كثيراً، و حسبُنا الله و نِعمَ الوكيلُ، و الحمدُ لله وحدَهُ.

١٠٩- "المغني" لابن قدامة، كتاب الصوم، مسالة : قال و من شهر رمضان و أتبعه بستّ من شوال ....الخ، ٤/ ٤٤٠.

المصادر و المراجع

١. **الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان**، رتّبه الأمير علاء الدين على بن بلبان الفاسى (ت٧٣٩ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانية ١٤١٧ھ / ١٩٩٤م.

٢. **إمداد الفتّاح شرح نور الإيضاح و نجاة الأرواح**، للإمام أبي الاخلاص حسن بن عمار الشّرنبلالي الحنفي (ت ١٠٦٩ ھ)، قدّم له : الشّيخ عبد الكريم العطا، دار إحياء التّراث العربي، بيروت، الطّبعة الأولىٰ، ١٤٢١ ھ/ ٢٠٠١م.

٣. **إيضاح المكنون في الذّيل على كشف الظّنون**، إسماعيل بن محمد البابي، دار إحياء التّراث العربي، بيروت، الطّبعة : ١٩٥١ھ.

٤. **البحر الرّائق**، للإمام زين الدّين بن إبراهيم المصري الحنفي (ت ٩٧٠ھ)، تخريج: الشّيخ ذكريّا عميرات، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ/ ١٩٩٧م.

٥. **البحر الزخّار**، للبزار، الحافظ الإمام أبى بكر أحمد بن عمر العتكى، (ت٢٩٢ھ)، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنورة، الطّبعة الأولىٰ، ١٤٢٤ھ/ ٢٠٠٣م.

٦. **بدائع الصّنائع في ترتيب الشرائع**، للإمام علاء الدّين أبي بكر بن مسعود بن أحمد الكاساني الحنفي (ت ٥٨٧ھ)، تحيقق: علي محمد معوّض، عادل أحمد عبد الموجود، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٧ھ/ ١٩٩٧م.

٧. **البياض الفقهية**، للعلامة محمد أكرم متعلوى السّندي الحنفي، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٨. **بُغية الباحث عن زوائد مسند الحارث**، للإمام الحافظ نور الدّين علي بن سليمان الهيثمي الشّافعي (ت ٨٠٧ھ)، تحقيق: د. حسين أحمد صالح الباكري، مركز خدمت السّنة و السّيرة النّبويّة للجامعة الإسلامية بالمدينة المنّورة، الطّبعة الاولىٰ ١٤١٣ھ/ ١٩٩٢م.

٩. **تاج التّراجم**، للإمام أبي الفداء زين الدّين قاسم بن قُطلوبغا الحنفي(ت ٨٧٩ھ)، تحقيق: محمد خير رمضان يوسف، دار القلم، دمشق، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٣ھ/ ١٩٩٢م.

١٠. **تبيين الحقائق**، للإمام فخر الدين عثمان بن علي الزّيلعي الحنفي (٧٤٣ ھ)، تحقيق: الشيخ أحمد عزّو عناية، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ/ ٢٠٠٠م.

١١. **التجنيس و المزيد**، علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفَرغاني المَرغيناني الحنفي (ت ٥٩٣ھ)، تحقيق: د. محمد أمين مكي، إدارة القرآن و العلوم الإسلامية، كراتشي، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ/ ٢٠٠٤م.

١٢. **تحفة الأخيار حاشية الدّر المختار** للإمام إبراهيم بن محمد بن إبراهيم الحلبي الحنفي (ت ٩٥٦ھ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

١٣. **تحفة الملوك**، للإمام نور الدّين محمد بن أبي بكر الرّازي الحنفي (ت ٦٦٦ ھ)، تخريج: د. عبد الله نذير أحمد، دار البشائر الإسلامية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٧ ھ/ ١٩٩٧م.

١٤. **الترغيب و الترهيب**، للإمام زكي الدين عبد العظيم بن عبد القوي المنذري(ت ٦٥٦ھ)، تحقيق: سعيد محمد اللحام، الطّبعة ، ١٤٢١ھ / ٢٠٠٠م.

١٥. **تنبيه الغافلين في الموعظة بأحاديث سيد الأنبياء و المرسلين**، للإمام أبي اللّيث نصر بن محمد بن إبراهيم السّمرقنفي الحنفي (ت ٣٧٣ھ)، المكتبة العصرية، بيروت، الطّبعة : ١٤٢٢ ھ/ ٢٠٠١م.

١٦. **الجَامِعُ لِشُعْبِ الإيمان**، للبيهقىِّ، الإمام أبى بكر أحمد بن الحسين الشّافعى (ت٤٥٨ھ)، تحقيق الدّكتور عبد العلى عبد الحميد حامد، مكتبة الرُّشد، الرّياض، الطّبعة الأولىٰ١٤٢٣ھ / ٢٠٠٣م.

١٧. **جامع الرّ موز**، للإمام شمس الدّين محمد الخراساني القُهُستاني الحنفي(ت ٩٥٥ھ أو ٩٦٢ھ)، ايج ايم سعيد كمبني، كراتشي.

۱۸. **جمع الجوامع**، للسّيوطى للإمام الحافظ جلال الدّين عبد الرحمن بن أبى بكر الشّافعى (ت۹۱۱ھ) تعليق خالد عبد الفتّاح، دار الكتب العلمية بيروت، الطّبعة الاولىٰ، ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰م

۱۹. **الجواهر المضية في طبقات الحنفية**، للفقيه المؤرخ عبد القادر بن أبي الوفاء القرشي (ت ۷۷۵ھـ)، اعتبى به: محمد عبد الله الشّريف، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۲۶ھـ/ ۲۰۰۵م.

۲۰. **حاشية البرجندي علىٰ شرح مختصر الوقاية**، للعلامة عبد العلي البرجندي الحنفي (ت بعد ۹۳۵ھـ)، نولكشور، لكهنؤ.

۲۱. **حاشية الشّلبي علىٰ تبيين الحقائق**، للإمام أحمد بن محمد الشّلبي (ت ۱۰۲۱ھـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۴۱۲۰ھـ/ ۲۰۰۰م.

۲۲. **حاشية الطّحطاوي على الدّر المختار**، للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطّحطاوي الحنفي (ت ۱۲۳۱ھـ)، دار المعرفة، بيروت، الطّبعة : ۱۳۹۵ هـ/ ۱۹۷۵م.

۲۳. **حاشية الطّحطاوي علىٰ مراقي الفلاح**، للعلامة أحمد بن محمد بن إسماعيل الطّحطاوي الحنفي (ت ۱۲۳۱ھـ)، ضبطه و صححّه: محمد عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ، ۱۴۱۸ھـ/ ۱۹۹۷م.

۲۴. **الحاوي القدسي**، للقاضي جمال الدين أحمد بن محمود القابسي الغزنوي(ت ۵۹۳ هـ)، تحقيق: د. صالح العلي، المكتبة النّوريّة الرضوية، لاهور، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۳۲ هـ/ ۲۰۱۱م.

۲۵. **الحقائق شرح منظومة النسفي**، للإمام أبي المحامد محمود بن محمد اللؤلؤي البخاري الحنفي (ت ۶۷۱ هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

۲۶. **خزانة العلماء** للعلامة محمد صالح اللّاهوري (ت)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

۲۷. **خزانة الرّوايات**، للعلامة القاضي جكن الهندي الحنفي (ت في حدود ۹۲۰ھـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

۲۸. **خزانة الفتاوىٰ** للإمام أحمد بن محمد ابن أبى بكر الحنفى (ت)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

۲۹. **خزانة المفتين**، للإمام حسين بن محمد السمقاني الحنفي، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

۳۰. **الدّر المنتقي في شرح الملتقي**، للعلامة محمد بن علي المعروف بـ "العلاء الحصكفي" الحنفي (ت ۱۰۸۸ هـ)، تخريج: خليل عمران المنصور، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸م.

۳۱. **رد المحتار علىٰ الدّرّ المختار**، للإمام محمد أمين الشّهير ابن عابدين (ت ۱۲۵۲ھـ)، تحقيق: د. حسام الدّين بن محمد صالح فرفور، دار الثّقافة و التّراث، دمشق، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۲۱ھـ/ ۲۰۰۰م.

۳۲. **الرَّوضُ الدَّانى إلىٰ المعجم الصّغير للطّبرانى**، تحقيق محمد شكور محمود الحاج أمرير، مؤسسة الريّان، بيروت، الطّبعة الثّانية، ۱۴۱۳ھـ / ۲۰۱۰م.

۳۳. **سُنَن ابن مَاجة**، للإمام أبى عبدالله محمد بن يزيد القزوينى(ت۲۷۳ھ)، دار الكتب العلمية بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۱۹ھـ / ۱۹۹۸م .

۳۴. **سُنَن أبى داود**، للإمام أبى داود سليمان بن أشعث السّجستانى (ت ۲۷۵ھ) ، دار الكتب العربى، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷م .

۳۵. **سُنَن التّرمذى**، للإمام المُحدّث محمد بن عيسى أبو عيسى التّرمذى (ت۲۹۷ھ)، دار الكتب العربى، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰م .

۳۶. **سُنَن الدّار قطني**، للإمام علي بن عمر الدّارقطني (ت ۳۸۵ھـ)، خرّج أحاديثه : مجدي بن منصور بن سيد الشوري، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ، ۱۴۱۷ھـ/ ۱۹۹۶م.

۳۷. **سُنَنُ الدَّارِمِیْ**، للإمام أبِی محمد عبد الله بن عبد الرّحمٰن (ت۲۵۵ھ)، تخريج:

الشّيخ محمد عبدالعزيز الخالدى، دار الكتب العلمية، بيروت

٣٨. السُّنن الصُّغرىٰ ، للإمام أبي بكر أحمد بن حسين البيهقي(ت٤٥٨هـ)، تخريج: خليل مأمون شيخا، دار المعرفة، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ/ ١٩٩٩م.

٣٩. **سُنَن النّسائى**، للإمام أبى عبد الرحمن أحمد بن شعيب النّسائى (ت٣٠٣ه)، تحقيق: عبدالفتّاح أبو غُدّة، دار الفكر، بيروت، ١٤١٩ه/ ١٩٩٩م .

٤٠. **سُنَن الكبرىٰ**، للإمام أبي بكر أحمد بن حسين البيهقي(ت٤٥٨هـ)، تحقيق: محمد عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة ١٤٢٠ه/ ١٩٩٩م.

٤١. **سُنَن الكبرىٰ**، للنّسائي، للإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النّسائي (ت ٣٠٣هـ)، تحقيق: د. عبدالغفار سليمان البنداري، سيد كسروي حسن، دار الكتب العلمية ،بيروت، الطّبعة الأولىٰ، ١٤١١هـ/ ١٩٩١م.

٤٢. **شرح مشكل الآثار**، للإمام أبي جعفر محمد بن أحمد الطّحاوي (ت ٣٢١ هـ)، تخريج: شعيب الأرنؤوط، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطّبعة الثّانية ١٤٢٧ هـ/ ٢٠٠٦م.

٤٣. **شرح السّنة**، للإمام أبي محمد الحسين بن مسعود البغوي(ت ٥١٦هـ)، تحقيق: علي محمد معوض، عادل أحمد عبدالموجود، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الثانية، ١٤٢٤هـ/ ٢٠٠٣م.

٤٤. **شرح المشارق**، للإمام أبي عبد الله محمد بن محمد أكمل الدّين البابرتي، الحنفي(ت ٧٨٦هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٤٥. **صحيح البخاري**، للإمام أبى عبد الله محمد بن إسماعيل البخارى الجعفى (ت٢٥٦ه)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة ١٤٢٠هـ / ١٩٩٩م.

٤٦. **صحيح مسلم**، للإمام أبى الحسين مسلم بن الحجّاج بن مسلم القُشَيرى النّيسابورى (ت٢٦١ه)، دار الأرقم، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢١ه/ ٢٠٠١م.

٤٧. **الصلاة المسعودية**، للعلامة مسعود ابن محمود بن يوسف السّمرقندي الحنفي، المطبعة المحمدية، بومبائي.

٤٨. **ضياء المعنوية شرح مقدّمة الغزنوية**، للعلامة محمد بن أحمد ابن الضياء الصّاغانى الحنفى (ت ٨٥٤ هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٤٩. **طوالع الانوار حاشية الدّرّ المختار**، للامام محمد عابد السّندي الحنفي (ت ١٢٥٧هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٥٠. **الغاية شرح الهداية**، لأبي العباس شمس الدين أحمد بن إبراهيم السَّرُوجي الحنفي (ت ٧٠١هـ او ٧١٠هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٥١. **فتاوي إبراهيم شاهيّة**، للإمام أحمد بن محمد بن حميد الحنفي، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٥٢. **الفتاوي البرهنة**،

٥٣. **الفتاوي التّاتارخانية**، للإمام فريد الدّين عالم بن العلاء الإندرپتي الدّهولي الحنفي (ت ٧٨٦ هـ)، تخريج: شبير أحمد القاسمي، المكتبة الفاروقية، كوئتة، الطّبعة الأولىٰ ١٤٣١ هـ/ ٢٠١٠م.

٥٤. **فتاوى الظّهيرية**، للإمام ظهير الدّين أبي بكر محمد بن أحمد الحنفى البخارى (ت ٦١٩ هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٥٥. **فتاوي قاضي خان**، الإمام أبي المحاسن الحسن بن منصور فخر الدّين الأُوزجندي الحنفي (٥٩٢هـ)، المكتبة الحقّانية، بشاور،

٥٦. **الفتاوي الهنديّة**، للعلامة الهمّام الشّيخ نظام الدّين (ت ١١٦١هـ) و جماعةٌ من علماء الهند الأعلام، دار المعرفة، بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٣٩٣هـ/ ١٩٧٣م.

٥٧. **فتح القدير للعاجز الفقير**، للإمام كمال الدّين محمد بن عبد الواحد السّيواسي الحنفي (ت ٦٨١ هـ)، تخريج: الشّيخ عبد الرّزاق غالب المهدي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٥ هـ/ ١٩٩٥م.

٥٨. **فِرْدُوْسُ الْأَخْبَار بمأثورالخطاب المخَّرج على كتاب الشّهاب**، للدّيلمى،

الحافظ شيرويه بن شهردار بن شيرويه (ت٥٠٩هـ) ، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ/ ١٩٩٧م.

٥٩. **الفوائد البهية في تراجم الحنفية،** للعلامة أبي الحسنات محمد عبد الحي اللكنوي الحنفي (ت ١٣٠٤هـ)، قديمي كتب خانه، كراتشي

٦٠. **الكافي شرح الوافي،** للامام أبي البركات عبد الله بن أحمد حافظ الدّين النّسفي الحنفي(ت ٧١٠ هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٦١. **الكاشف عن حقائق السّنن (شرح الطّيبي علىٰ مشكاة المصابيح)،** للإمام شرف الدّين الحسين بن محمد الطِّيبي (ت ٧٤٣ هـ)، اعتنىٰ به: أبو عبدالله محمد علي سَمَک، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢ هـ/ ٢٠٠١م.

٦٢. **الكامل في ضُعَفاء الرّجال،** للإمام أبي محمد عبد الله بن عدي الجرجاني، تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود، علي محمد معوّض، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ/ ١٩٩٧م.

٦٣. **كتاب المراسيل،** للإمام أبى داود سليمان بن أشعث السّجستانى (ت ٢٧٥هـ)، خرّج أحاديثه: د. عبد الله بن مساعد الزهراني، دار الصعيمي، الطّبعة الأولىٰ، ١٤٢٢هـ/ ٢٠٠١م.

٦٤. **كشف الأستار عن زوائد البزّار على الكُتُب السِّتَّة،** للهيثمى، الحافظ نور الدين على بن أبى بكر (ت٨٠٧هـ)، تحقيق حبيب الرّحمٰن الأعظمى، مؤسّسة الرّسالة، الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٤هـ/ ١٩٨٤م.

٦٥. **كشف الظنون عن أسامي الكتب و الفنون،** للمؤرخ مصطفى بن عبد الله الشهير بـ "حاجي خليفه"، دار إحياء التّراث العربي، بيروت، الطّبعة : ١٩٥١هـ.

٦٦. **كَنْزُ العُمّال فى سُنَن الأقوال والأفعال،** للهندى، العلامة علاؤالدين على المتقى بن حسام الدّين (ت٩٧٥هـ)، تحقيق محمود عمر الدّمياطى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانية ١٤٢٢هـ / ٢٠٠٤م.

٦٧. **لمعات التّنقيح شرح مشكاة المصابيح،** للإمام الشيخ عبد الحق الدّهلوي (ت ١٠٥٢هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٦٨. **ما ثبت من السُّنة في أيام السّنة،** للإمام الشيخ عبد الحق الدّهلوي (ت ١٠٥٢هـ)، مطبع مجتبائي دهلي.

٦٩. **المتانة في المرمة الخزانة،** للإمام جعفر بوبكاني الحنفي (ت في حدود ٩٠٠هـ)، تحقيق: أبو السّعيد غلام مصطفي القاسمي السّندي، لجنة إحياء الأدب السّندي، الطّبعة الأولىٰ ١٣٨١هـ/ ١٩٦٢م.

٧٠. **مجمع الأنهر في شرح ملتقي الأبحر،** للفقيه عبد الرّحمن بن محمد المدعو بـ "شيخي زاده" الحنفي (ت ١٠٧٨ هـ)، تخريج: خليل عمران المنصور، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ/ ١٩٩٨م.

٧١. **مجمع البحرين و ملتقى النّيّرين،** للامام أحمد بن علي المعروف "ابن الساعاتي" الحنفي (ت ٦٩٤ هـ)، تحيقق: إلياس قبلان، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٦هـ/ ٢٠٠٥م.

٧٢. **مَجمعُ الزَّاوائد ومنبع الفوائد،** للإمام الحافظ نورالدّين على بن أبى بكر بن سليمان الهيثمى المصرى، (ت٨٠٧هـ)، تحقيق محمد عبد القادر أحمد عطا، دارُ الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ/ ٢٠٠١م.

٧٣. **المجمع الملكي (شرح مجمع البحرين)،** للإمام عبد اللّطيف بن عبدالعزيز المعروف بـ "ابن الملک" الحنفي (ت)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

٧٤. **مجموعه خواني،**

٧٥. **المحيط البرهانيّ في فقه النّعماني،** للإمام برهان الدّين محمود بن أحمد البخاري الحنفي (ت ٦١٦هـ)، اعتنىٰ بإخراجه: نعيم أشرف، نور أحمد، المجلس العلمي، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٤هـ/ ٢٠٠٤م.

٧٦. **المحيط،** للإمام محمد بن محمد بن محمد السّرخسي الحنفي(ت ٥٤٤هـ)، من

تصویر مخطوطات المکتبة لجمعیّة إشاعة أهل السّنة، کراتشي.

٧٧. **مختلف الرّواية**، للإمام أبي الليث نصر بن محمد بن أحمد بن إبراهيم السّمرقندي (ت ٥٢٢هـ او ٥٦٣هـ)، تحقيق: عبد الرحمن بن مبارك الفرج، مكتبة الرّشد، الرّياض، الطّبعة الاولىٰ ١٤٢٦هـ/ ٢٠٠٥م.

٧٨. **مراقي الفلاح شرح نور الايضاح**، للإمام حسن بن عمار بن علي الشّرنبلالي الحنفي (ت ١٠٦٥هـ)، ضبطه و صحّحه: محمد عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ، ١٤١٨هـ/ ١٩٩٧م.

٧٩. **مرقاة المفاتيح** للإمام علي بن سلطان محمد القاري الحنفي (ت ١٠١٤هـ)، تحقيق: الشّيخ جمال عيتاني، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ / ٢٠٠١م.

٨٠. **المُستدرک علی الصَّحِیحَین**، للإمام أبی عبدالله محمد بن عبد الله الحاکم النّیسابوری (ت٤٠٥ھ)، دار المعرفة، بیروت، الطّبعة الثّانیة،١٤٢٧ هـ / ٢٠٠٦م.

٨١. **المسوّىٰ شرح الموطا**، للإمام أحمد بن عبد الرحيم الشّهير بـ "ولي الله" الدّهلوي (ت ١١٧٤هـ)، تصحيح: جماعة من العلماء بإشراف النّاشر، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانية، ١٤٢٢ هـ/ ٢٠٠٢م.

٨٢. **المُسنَد**، للإمام أحمد بن حنبل أبی عبد الله الشّیبانی (ت٢٤٠ھ)، حقّقه و خرّج أحاديثه: شعيب الأنؤوط، عادل مرشد، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولىٰ ، ١٤١٦هـ / ١٩٩٥م.

٨٣. **مُسْنَد أبی یعلیٰ**، للإمام أبی یعلی أحمد بن علی الموصلی (ت٣٠٧ھ)، تحقیق الشّیخ خلیل مأمون شیحا، دار المعرفة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٦ھ / ٢٠٠٥م.

٨٤. **مسند الرّوياني**، للإمام أبي بكر محمد بن هارون الرّوياني (ت ٣٠٧هـ)، تعليق: أيمن علي أبو يماني، مؤسسة قرطبة، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٦هـ/ ١٩٩٥م.

٨٥. **مُسند الشّاشي**، للإمام أبي سعيد الهيثم بن كليب الشاشّي(ت ٣٣٥هـ)، تحقيق:

د. محفوظ الرحمن زين الله، مكتبة العلوم، المدينة المنورة، الطبعة الأولىٰ ، ١٤١٠هـ.

٨٦. **مُسند الشّاميّين**، للإمام أبي القاسم سليمان بن أحمد الطّبراني (ت ٣٦٠ هـ)، تحقيق: حمدي عبد المجيد السّلفي، مؤسسة الرّسالة، الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٩هـ/ ١٩٨٩م.

٨٧. **مُسند الشّهاب**، للإمام أبي عبد الله محمد بن سلامة القضاعي(ت ٤٥٤هـ)، تحقيق: حمدي عبد المجيد السلفي، مؤسسّة الرّسالة، بيروت، الطّبعة الأولىٰ، ١٤٠٥هـ/ ١٩٨٥م.

٨٨. **المسند الصّحيح المخرّج علىٰ صحيح مسلم**، للإمام أبي عوانة يعقوب بن إسحاق الإسفرائيني النّيسابوري (ت ٣١٦هـ)، خرّج أحاديثه: أبو علي النّظيف، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولي، ١٤٢٧هـ/ ٢٠٠٦م.

٨٩. **مُسند أبي داؤد الطّيالسي**، للإمام أبي داؤد سليمان بن داؤد بن الجارود(ت ٢٠٤هـ)، تحقيق: محمد حسن محمد حسن إسماعيل، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ، ١٤٢٥هـ/ ٢٠٠٤م.

٩٠. **مُسند المُستخرج على صحيح الإمام مسلم** للإمام أبي نعيم أحمد بن عبد الله الإصفهاني(ت ٤٣٠هـ)، تحقيق: محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشّافعي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ، ١٤١٧هـ/ ١٩٩٦م.

٩١. **مِشْكاة المَصَابيح**، للإمام محمد بن عبد الله الخطيب التّبريزی، تحقيق الشيخ جمال عيتانی، دارُ الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ / ٢٠٠٣م.

٩٢. **المُصنَّف لابن أبی شیبة**، الإمام أبی بکر عبدالله بن محمد العبسی الکوفی (٢٣٥ھ)، تحقیق محمد عوّامة، المجلس العلمی، دارقرطبة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٧ ھ / ٢٠٠٦م.

٩٣. **المصنَّف**، لعبد الرزاق بن همام الصّنعانی (٢١١ھ) دار الکتب العلمیة، بیروت الطبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ / ٢٠٠٠م.

٩٤. **مظهر الأنوار**، للإمام المخدوم محمد هاشم التّتوي السّندي الحنفي (ت

١١٧٤هـ)، تحقيق: أبو عبد الله محمد جان بن عبد الله النّعيمي، دار النّعيمي، كراتشي، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٩هـ/ ٢٠٠٨م.

٩٥. **المُعجمُ الأوسَط**، للإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد الطّبرانى (ت ٣٦٠هـ)، دار الحرمين القاهرة، ١٤١٥هـ.

٩٦. **المُعجمُ الصّغير**، للإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطّبرانى(ت ٣٦٠هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٠٣هـ/ ١٩٨٣م.

٩٧. **المُعجمُ الكبير**، للإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد بن أيوب الطّبرانى(ت ٣٦٠هـ)، تحقيق حمدى بن عبدالمجيد السّلفى، مكتبة العُلوم والحِكَم، المُوصل، الطّبعة الثّانية ،١٤٠٤هـ/ ١٩٨٣م.

٩٨. **معرفة السّنن و الآثار**، للإمام أبي بكر أحمد بن حسين البيهقي(ت٤٥٨هـ)، تحقيق: سيّد كسروي حسن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ / ٢٠٠١م.

٩٩. **المغني**، للإمام أبي محمد عبد الله بن أحمد بن محمد بن قدامة المقدسي الحنبلي (ت ٦٢٠هـ)، د. عبد الله بن عبد المحسن التّركي، د. عبد الفتّاح محمد حلو، دار عالم الكتب، الرّياض، الطّبعة الثّالثة ١٤١٧هـ/ ١٩٩٧م.

١٠٠. **ملتقي البحار من منتقي الأخبار**، للإمام عبد الرحيم بن عبد العزيز بن محمود السَّديدي الزَّوزني الحنفي (ت في حدود ٦٩٩هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

١٠١. **المنتخب من مسند عبد بن حميد**، للامام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد بن حميد (ت ٢٤٩هـ)، تحقيق و تخريج : السّيد صبحي البدري السّامرّائي، محمود محمد خليل الصّعيدي، عالم الكتب، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٧هـ/ ١٩٨٨م.

١٠٢. **منح الغفار شرح تنوير الأبصار** للإمام شمس الدّين محمد بن عبد الله التُمُرتاشي الحنفي (ت ١٠٠٤هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

١٠٣. **منحة السّلوك شرح تحفة الملوك**، للإمام أبي محمد محمود بن أحمد الحنفي (ت ٥٥٨ هـ)، تحقيق: د. أحمد عبد الرّزاق عبد الله الكُبيسي، دار النّوادر، سورية، الطّبعة الأولىٰ ١٤٣٢هـ/ ٢٠١١م.

١٠٤. **المنظومة في الخلاف**، للإمام نجم الدّين أبي حفص عمر بن محمد النّسفي الحنفي (ت ٥٣٧هـ)، تحقيق: حسن أوزار، مكتبة الإرشاد، تركيا، الطّبعة الأولىٰ ١٤٣١هـ/ ٢٠١٠م.

١٠٥. **مواهب الرّحمن في مذهب أبي حنيفة النّعمان**، للعلامة برهان الدّين إبراهيم بن موسى الطّرابلسى الحنفى (ت ٩٢٢ هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

١٠٦. **المُوَطَّأ**، للإمام مالك بن أنس (ت١٧٩هـ) برواية يحى بن يحى المصمودى، دار إحياء التُّراث العربى، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ/ ١٩٩٧م.

١٠٧. **نور الإيضاح و نجاة الأرواح**، للإمام حسن بن عمار بن علي الشّرنبلالي الحنفي (ت ١٠٦٥هـ)، ضبطه و صححّه: محمد عبد العزيز الخالدي، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ، ١٤١٨هـ/ ١٩٩٧م.

١٠٨. **هدية الصعلوك شرح تحفة الملوك**، للعلامة محرم بن محمد بن العارف الزيلي، الطّبعة في تركيا: ١٨٧٢هـ

١٠٩. **هدية العارفين**، للعالم اسماعيل باشا البغدادي، دار احياء التراث العربي، بيروت، الطّبعة: ١٩٥١هـ.

١١٠. **الينابيع الأحكام في معرفة الحلال و الحرام** ، للإمام أبي عبد الله محمد بن محمد الإسفرائيني (ت ٧٨٤هـ)، من تصوير مخطوطات المكتبة لجمعيّة إشاعة أهل السّنة، كراتشي.

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی ہدیۃً شائع شُدہ کُتُب

غیر اسلامی رسومات کے خلاف اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ کے سو(100) فتاوی
عصمت نبوی اکا بیان، نقاب کشائی، فلسفہ اذان قبر، کیا اولیاء اللہ اور بت ایک ہیں؟
جماعت اسلامی پر ایک تنقیدی جائزہ، ستر استغفارات، دلائل نوریہ بر مسائل ضروریہ،
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ، بلائے نجدیہ، پسندیدہ تحفہ (فرض نماز کے بعد دعا کا ثبوت)،
سید الشہداء سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ، الأربعین

شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدّظلہ

کی تالیفات میں سے

عورتوں کے ایام خاص میں نماز اور روزے کا شرعی حکم، حجِ اکبر کی حقیقت
تخلیقِ پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار، دعاء بعد نمازِ جنازہ

مندرجہ ذیل کُتُب خانوں پر دستیاب ہیں

مکتبہ برکات المدینہ، بہار شریعت مسجد، بہادر آباد، کراچی
ضیاء الدین پبلی کیشنز، نزد شہید مسجد، کھارادر، کراچی
مکتبہ غوثیہ ہولسیل، پرانی سبزی منڈی، نزد عسکری پارک، کراچی
مکتبہ انوار القرآن، میمن مسجد مصلح الدین گارڈن، کراچی (حنیف بھائی انگوٹھی والے)
نوری کتب خانہ، سکھر

کراچی سے باہر دیگر شہروں کے کُتُب خانوں کے مالکان رابطہ کریں تاکہ اُن شہروں کے قارئین کے لئے ان کتب کا حصول آسان ہو سکے۔

رابطے کے لئے: 021-32439799، 0321-3885445

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

کی طرف سے شائع شدہ مایہ ناز تصنیف

تخلیق پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار

مصنّف

مبلغ اسلام علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی

تخریج و تحشیہ

علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ

چوتھا ایڈیشن منظر عام پر آچکا ہے۔